

پاک مہند کی چند اسلامی تحریکیں  
اور

# علمائے حق

— انر —

خلیل اشرف عظیم قادری  
علامہ سید

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## انتساب

اسلام کے اُن جگہ گاتے ستاروں  
 کے نام جنہ میں تعصب کے  
 اندھیروں میں دھکیل دیا گیا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	نام عنوان	صفحہ نمبر	نام عنوان
۶۱۶	۵۲۹	۵۲۸	۵۲۷
۶۱۷	۵۲۸	۵۲۷	۵۲۶
۶۱۸	۵۲۷	۵۲۶	۵۲۵
۶۱۹	۵۲۶	۵۲۵	۵۲۴
۶۲۰	۵۲۵	۵۲۴	۵۲۳
۶۲۱	۵۲۴	۵۲۳	۵۲۲
۶۲۲	۵۲۳	۵۲۲	۵۲۱
۶۲۳	۵۲۲	۵۲۱	۵۲۰
۶۲۴	۵۲۱	۵۲۰	۵۱۹
۶۲۵	۵۲۰	۵۱۹	۵۱۸
۶۲۶	۵۱۹	۵۱۸	۵۱۷
۶۲۷	۵۱۸	۵۱۷	۵۱۶
۶۲۸	۵۱۷	۵۱۶	۵۱۵
۶۲۹	۵۱۶	۵۱۵	۵۱۴
۶۳۰	۵۱۵	۵۱۴	۵۱۳
۶۳۱	۵۱۴	۵۱۳	۵۱۲
۶۳۲	۵۱۳	۵۱۲	۵۱۱
۶۳۳	۵۱۲	۵۱۱	۵۱۰
۶۳۴	۵۱۱	۵۱۰	۵۰۹
۶۳۵	۵۱۰	۵۰۹	۵۰۸
۶۳۶	۵۰۹	۵۰۸	۵۰۷
۶۳۷	۵۰۸	۵۰۷	۵۰۶
۶۳۸	۵۰۷	۵۰۶	۵۰۵
۶۳۹	۵۰۶	۵۰۵	۵۰۴
۶۴۰	۵۰۵	۵۰۴	۵۰۳
۶۴۱	۵۰۴	۵۰۳	۵۰۲
۶۴۲	۵۰۳	۵۰۲	۵۰۱
۶۴۳	۵۰۲	۵۰۱	۵۰۰
۶۴۴	۵۰۱	۵۰۰	۴۹۹
۶۴۵	۴۹۹	۴۹۸	۴۹۷
۶۴۶	۴۹۸	۴۹۷	۴۹۶
۶۴۷	۴۹۷	۴۹۶	۴۹۵
۶۴۸	۴۹۶	۴۹۵	۴۹۴
۶۴۹	۴۹۵	۴۹۴	۴۹۳
۶۵۰	۴۹۴	۴۹۳	۴۹۲
۶۵۱	۴۹۳	۴۹۲	۴۹۱
۶۵۲	۴۹۲	۴۹۱	۴۹۰
۶۵۳	۴۹۱	۴۹۰	۴۸۹
۶۵۴	۴۹۰	۴۸۹	۴۸۸
۶۵۵	۴۸۹	۴۸۸	۴۸۷
۶۵۶	۴۸۸	۴۸۷	۴۸۶
۶۵۷	۴۸۷	۴۸۶	۴۸۵
۶۵۸	۴۸۶	۴۸۵	۴۸۴
۶۵۹	۴۸۵	۴۸۴	۴۸۳
۶۶۰	۴۸۴	۴۸۳	۴۸۲
۶۶۱	۴۸۳	۴۸۲	۴۸۱
۶۶۲	۴۸۲	۴۸۱	۴۸۰
۶۶۳	۴۸۱	۴۸۰	۴۷۹
۶۶۴	۴۸۰	۴۷۹	۴۷۸
۶۶۵	۴۷۹	۴۷۸	۴۷۷
۶۶۶	۴۷۸	۴۷۷	۴۷۶
۶۶۷	۴۷۷	۴۷۶	۴۷۵
۶۶۸	۴۷۶	۴۷۵	۴۷۴
۶۶۹	۴۷۵	۴۷۴	۴۷۳
۶۷۰	۴۷۴	۴۷۳	۴۷۲
۶۷۱	۴۷۳	۴۷۲	۴۷۱
۶۷۲	۴۷۲	۴۷۱	۴۷۰
۶۷۳	۴۷۱	۴۷۰	۴۶۹
۶۷۴	۴۷۰	۴۶۹	۴۶۸
۶۷۵	۴۶۹	۴۶۸	۴۶۷
۶۷۶	۴۶۸	۴۶۷	۴۶۶
۶۷۷	۴۶۷	۴۶۶	۴۶۵
۶۷۸	۴۶۶	۴۶۵	۴۶۴
۶۷۹	۴۶۵	۴۶۴	۴۶۳
۶۸۰	۴۶۴	۴۶۳	۴۶۲
۶۸۱	۴۶۳	۴۶۲	۴۶۱
۶۸۲	۴۶۲	۴۶۱	۴۶۰
۶۸۳	۴۶۱	۴۶۰	۴۵۹
۶۸۴	۴۶۰	۴۵۹	۴۵۸
۶۸۵	۴۵۹	۴۵۸	۴۵۷
۶۸۶	۴۵۸	۴۵۷	۴۵۶
۶۸۷	۴۵۷	۴۵۶	۴۵۵
۶۸۸	۴۵۶	۴۵۵	۴۵۴
۶۸۹	۴۵۵	۴۵۴	۴۵۳
۶۹۰	۴۵۴	۴۵۳	۴۵۲
۶۹۱	۴۵۳	۴۵۲	۴۵۱
۶۹۲	۴۵۲	۴۵۱	۴۵۰
۶۹۳	۴۵۱	۴۵۰	۴۴۹
۶۹۴	۴۵۰	۴۴۹	۴۴۸
۶۹۵	۴۴۹	۴۴۸	۴۴۷
۶۹۶	۴۴۸	۴۴۷	۴۴۶
۶۹۷	۴۴۷	۴۴۶	۴۴۵
۶۹۸	۴۴۶	۴۴۵	۴۴۴
۶۹۹	۴۴۵	۴۴۴	۴۴۳
۷۰۰	۴۴۴	۴۴۳	۴۴۲
۷۰۱	۴۴۳	۴۴۲	۴۴۱
۷۰۲	۴۴۲	۴۴۱	۴۴۰
۷۰۳	۴۴۱	۴۴۰	۴۳۹
۷۰۴	۴۴۰	۴۳۹	۴۳۸
۷۰۵	۴۳۹	۴۳۸	۴۳۷
۷۰۶	۴۳۸	۴۳۷	۴۳۶
۷۰۷	۴۳۷	۴۳۶	۴۳۵
۷۰۸	۴۳۶	۴۳۵	۴۳۴
۷۰۹	۴۳۵	۴۳۴	۴۳۳
۷۱۰	۴۳۴	۴۳۳	۴۳۲
۷۱۱	۴۳۳	۴۳۲	۴۳۱
۷۱۲	۴۳۲	۴۳۱	۴۳۰
۷۱۳	۴۳۱	۴۳۰	۴۲۹
۷۱۴	۴۳۰	۴۲۹	۴۲۸
۷۱۵	۴۲۹	۴۲۸	۴۲۷
۷۱۶	۴۲۸	۴۲۷	۴۲۶
۷۱۷	۴۲۷	۴۲۶	۴۲۵
۷۱۸	۴۲۶	۴۲۵	۴۲۴
۷۱۹	۴۲۵	۴۲۴	۴۲۳
۷۲۰	۴۲۴	۴۲۳	۴۲۲
۷۲۱	۴۲۳	۴۲۲	۴۲۱
۷۲۲	۴۲۲	۴۲۱	۴۲۰
۷۲۳	۴۲۱	۴۲۰	۴۱۹
۷۲۴	۴۲۰	۴۱۹	۴۱۸
۷۲۵	۴۱۹	۴۱۸	۴۱۷
۷۲۶	۴۱۸	۴۱۷	۴۱۶
۷۲۷	۴۱۷	۴۱۶	۴۱۵
۷۲۸	۴۱۶	۴۱۵	۴۱۴
۷۲۹	۴۱۵	۴۱۴	۴۱۳
۷۳۰	۴۱۴	۴۱۳	۴۱۲
۷۳۱	۴۱۳	۴۱۲	۴۱۱
۷۳۲	۴۱۲	۴۱۱	۴۱۰
۷۳۳	۴۱۱	۴۱۰	۴۰۹
۷۳۴	۴۱۰	۴۰۹	۴۰۸
۷۳۵	۴۰۹	۴۰۸	۴۰۷
۷۳۶	۴۰۸	۴۰۷	۴۰۶
۷۳۷	۴۰۷	۴۰۶	۴۰۵
۷۳۸	۴۰۶	۴۰۵	۴۰۴
۷۳۹	۴۰۵	۴۰۴	۴۰۳
۷۴۰	۴۰۴	۴۰۳	۴۰۲
۷۴۱	۴۰۳	۴۰۲	۴۰۱
۷۴۲	۴۰۲	۴۰۱	۴۰۰
۷۴۳	۴۰۱	۳۹۹	۳۹۸
۷۴۴	۳۹۹	۳۹۷	۳۹۶
۷۴۵	۳۹۷	۳۹۵	۳۹۴
۷۴۶	۳۹۵	۳۹۳	۳۹۲
۷۴۷	۳۹۳	۳۹۱	۳۹۰
۷۴۸	۳۹۱	۳۸۹	۳۸۸
۷۴۹	۳۸۹	۳۸۷	۳۸۶
۷۵۰	۳۸۷	۳۸۵	۳۸۴
۷۵۱	۳۸۵	۳۸۳	۳۸۲
۷۵۲	۳۸۳	۳۸۱	۳۸۰
۷۵۳	۳۸۱	۳۷۹	۳۷۸
۷۵۴	۳۷۹	۳۷۷	۳۷۶
۷۵۵	۳۷۷	۳۷۵	۳۷۴
۷۵۶	۳۷۵	۳۷۳	۳۷۲
۷۵۷	۳۷۳	۳۷۱	۳۷۰
۷۵۸	۳۷۱	۳۶۹	۳۶۸
۷۵۹	۳۶۹	۳۶۷	۳۶۶
۷۶۰	۳۶۷	۳۶۵	۳۶۴
۷۶۱	۳۶۵	۳۶۳	۳۶۲
۷۶۲	۳۶۳	۳۶۱	۳۶۰
۷۶۳	۳۶۱	۳۵۹	۳۵۸
۷۶۴	۳۵۹	۳۵۷	۳۵۶
۷۶۵	۳۵۷	۳۵۵	۳۵۴
۷۶۶	۳۵۵	۳۵۳	۳۵۲
۷۶۷	۳۵۳	۳۵۱	۳۵۰
۷۶۸	۳۵۱	۳۴۹	۳۴۸
۷۶۹	۳۴۹	۳۴۷	۳۴۶
۷۷۰	۳۴۷	۳۴۵	۳۴۴
۷۷۱	۳۴۵	۳۴۳	۳۴۲
۷۷۲	۳۴۳	۳۴۱	۳۴۰
۷۷۳	۳۴۱	۳۳۹	۳۳۸
۷۷۴	۳۳۹	۳۳۷	۳۳۶
۷۷۵	۳۳۷	۳۳۵	۳۳۴
۷۷۶	۳۳۵	۳۳۳	۳۳۲
۷۷۷	۳۳۳	۳۳۱	۳۳۰
۷۷۸	۳۳۱	۳۲۹	۳۲۸
۷۷۹	۳۲۹	۳۲۷	۳۲۶
۷۸۰	۳۲۷	۳۲۵	۳۲۴
۷۸۱	۳۲۵	۳۲۳	۳۲۲
۷۸۲	۳۲۳	۳۲۱	۳۲۰
۷۸۳	۳۲۱	۳۱۹	۳۱۸
۷۸۴	۳۱۹	۳۱۷	۳۱۶
۷۸۵	۳۱۷	۳۱۵	۳۱۴
۷۸۶	۳۱۵	۳۱۳	۳۱۲
۷۸۷	۳۱۳	۳۱۱	۳۱۰
۷۸۸	۳۱۱	۳۰۹	۳۰۸
۷۸۹	۳۰۹	۳۰۷	۳۰۶
۷۹۰	۳۰۷	۳۰۵	۳۰۴
۷۹۱	۳۰۵	۳۰۳	۳۰۲
۷۹۲	۳۰۳	۳۰۱	۳۰۰
۷۹۳	۳۰۱	۲۹۹	۲۹۸
۷۹۴	۲۹۹	۲۹۷	۲۹۶
۷۹۵	۲۹۷	۲۹۵	۲۹۴
۷۹۶	۲۹۵	۲۹۳	۲۹۲
۷۹۷	۲۹۳	۲۹۱	۲۹۰
۷۹۸	۲۹۱	۲۸۹	۲۸۸
۷۹۹	۲۸۹	۲۸۷	۲۸۶
۸۰۰	۲۸۷	۲۸۵	۲۸۴
۸۰۱	۲۸۵	۲۸۳	۲۸۲
۸۰۲	۲۸۳	۲۸۱	۲۸۰
۸۰۳	۲۸۱	۲۷۹	۲۷۸
۸۰۴	۲۷۹	۲۷۷	۲۷۶
۸۰۵	۲۷۷	۲۷۵	۲۷۴
۸۰۶	۲۷۵	۲۷۳	۲۷۲
۸۰۷	۲۷۳	۲۷۱	۲۷۰
۸۰۸	۲۷۱	۲۶۹	۲۶۸
۸۰۹	۲۶۹	۲۶۷	۲۶۶
۸۱۰	۲۶۷	۲۶۵	۲۶۴
۸۱۱	۲۶۵	۲۶۳	۲۶۲
۸۱۲	۲۶۳	۲۶۱	۲۶۰
۸۱۳	۲۶۱	۲۵۹	۲۵۸
۸۱۴	۲۵۹	۲۵۷	۲۵۶
۸۱۵	۲۵۷	۲۵۵	۲۵۴
۸۱۶	۲۵۵	۲۵۳	۲۵۲
۸۱۷	۲۵۳	۲۵۱	۲۵۰
۸۱۸	۲۵۱	۲۴۹	۲۴۸
۸۱۹	۲۴۹	۲۴۷	۲۴۶
۸۲۰	۲۴۷	۲۴۵	۲۴۴
۸۲۱	۲۴۵	۲۴۳	۲۴۲
۸۲۲	۲۴۳	۲۴۱	۲۴۰
۸۲۳	۲۴۱	۲۳۹	۲۳۸
۸۲۴	۲۳۹	۲۳۷	۲۳۶
۸۲۵	۲۳۷	۲۳۵	۲۳۴
۸۲۶	۲۳۵	۲۳۳	۲۳۲
۸۲۷	۲۳۳	۲۳۱	۲۳۰
۸۲۸	۲۳۱	۲۲۹	۲۲۸
۸۲۹	۲۲۹	۲۲۷	۲۲۶
۸۳۰	۲۲۷	۲۲۵	۲۲۴
۸۳۱	۲۲۵	۲۲۳	۲۲۲
۸۳۲	۲۲۳	۲۲۱	۲۲۰
۸۳۳	۲۲۱	۲۱۹	۲۱۸
۸۳۴	۲۱۹	۲۱۷	۲۱۶
۸۳۵	۲۱۷	۲۱۵	۲۱۴
۸۳۶	۲۱۵	۲۱۳	۲۱۲
۸۳۷	۲۱۳	۲۱۱	۲۱۰
۸۳۸	۲۱۱	۲۰۹	۲۰۸
۸۳۹	۲۰۹	۲۰۷	۲۰۶
۸۴۰	۲۰۷	۲۰۵	۲۰۴
۸۴۱	۲۰۵	۲۰۳	۲۰۲
۸۴۲	۲۰۳	۲۰۱	۲۰۰
۸۴۳	۲۰۱	۱۹۹	۱۹۸
۸۴۴	۱۹۹	۱۹۷	۱۹۶
۸۴۵	۱۹۷	۱۹۵	۱۹۴
۸۴۶	۱۹۵	۱۹۳	۱۹۲
۸۴۷	۱۹۳	۱۹۱	۱۹۰
۸۴۸	۱۹۱	۱۸۹	۱۸۸
۸۴۹	۱۸۹	۱۸۷	۱۸۶
۸۵۰	۱۸۷	۱۸۵	۱۸۴
۸۵۱	۱۸۵	۱۸۳	۱۸۲
۸۵۲	۱۸۳	۱۸۱	۱۸۰
۸۵۳	۱۸۱	۱۷۹	۱۷۸
۸۵۴	۱۷۹	۱۷۷	۱۷۶
۸۵۵	۱۷۷	۱۷۵	۱۷۴
۸۵۶	۱۷۵	۱۷۳	۱۷۲
۸۵۷	۱۷۳	۱۷۱	۱۷۰
۸۵۸	۱۷۱	۱۶۹	۱۶۸
۸۵۹	۱۶۹	۱۶۷	۱۶۶
۸۶۰	۱۶۷	۱۶۵	۱۶۴
۸۶۱	۱۶		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۴۴	قوی نقص کی پامالی	۶۴۳	عام شکر میں ہندو عرب بالفضل	۶۴۳	جانی نشان اسلام
۶۴۶	خرمک ترک موالیت اور ہندو مسلم اتحاد	۶۴۶	بریلی میں ابو الکلام آزاد کا کھانا	۶۴۳	کرناؤ کی ایک اور جھلک
۶۴۶	احوال و واقعات	۶۴۶	صدر افسر خیر کا اہتمام جیت نامہ	۶۴۳	مسٹر دیمیر گاؤ
۶۴۸	حقائق و خواہد	۶۴۸	موالیت کی تقسیم اور اسکے احکام	۶۴۳	دہلیاں قوم کے مہیات
۶۵۱	ہلاکت خیر خرمک	۶۵۱	کافر اور دشمنوں، سناقتوں کے	۶۴۳	برہمنوں وین کا نظریہ
۶۵۱	محمد علی جناح اور محمد علی جوہر کی بھڑپ	۶۵۱	کافروں سے اتحاد کا حکم اور دلانا	۶۴۳	سیدنا امام احمد رضا اور مشرک زیمہ گاؤ
۶۵۲	بھڑپ کی مزید تفصیلات	۶۵۲	کا افسر	۶۴۳	مسک ابھست اور باپ بیت سے محبت
۶۵۳	مولانا مدنی کا خط	۶۵۳	مولانا مشرف علی تھانوی کی گواہی	۶۴۳	نواکج ترمی زن
۶۵۵	علامہ اقبال اور ترک موالیت	۶۵۵	امام احمد رضا فرماتے ہیں	۶۴۳	بے پناہ حرمت کا مستعار ہو
۶۵۵	کھدیو پشی کی ایک اور کہانی	۶۵۵	مولانا صادی کو کیا پیگے ؟	۶۴۳	امیر خدیو صدر افسر لید
۶۵۷	گاندھی جی کی درگت	۶۵۷	خرمک ہجرت دروہوں	۶۴۳	حسرت آخر
۶۵۸	مشاعر عظام، علمائے کرام	۶۵۸	ہلاکت اور کلمات	۶۴۳	
۶۶۰	دیر اور کسے دل بس دہلی جا میں وہ ہونان	۶۶۰	خرمک سے ہجرت کی کہانی	۶۴۳	
۶۶۲	امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں	۶۶۲	نظریہ مسلمانان وصال ضم	۶۴۳	
۶۶۲	ایک سپاہی کی ضرب	۶۶۲	محمد وقت کا اہلباقی	۶۴۳	
۶۶۵	امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں	۶۶۵	سکھوں کو ان اٹھایا گیا	۶۴۳	
۶۶۶	دید و شنید	۶۶۶	ڈاکٹر موسیٰ کا نظریہ	۶۴۳	
۶۶۷	موالیت پر کافر سے حرام ہے	۶۶۷	ہندیوں کی وضاحت	۶۴۳	
۶۶۸	مساملت کا جوڑ	۶۶۸	نظر امام ایک کی گواہی	۶۴۳	
۶۶۸	نہ آغاز بہتر نہ انجام اچھا	۶۶۸	صیرت امیر مہلت سے	۶۴۳	
۶۶۹	موالیت و مساملت	۶۶۹	دربار عالیہ گورکھ پور	۶۴۳	
۶۷۰	مولانا خضر علی برہم ہر گئے	۶۷۰	آداب شکر و شکر کا ذاتی تجربہ	۶۴۳	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۴۳	لیا ہر دنک انکشاف	۶۴۳	جانی نشان اسلام
۶۴۳	اسات میں مسلمانوں کی مکمل شکست	۶۴۳	کرناؤ کی ایک اور جھلک
۶۴۳	حاکم	۶۴۳	مسٹر دیمیر گاؤ
۶۴۳	علی مدنی کا افسر	۶۴۳	دہلیاں قوم کے مہیات
۶۴۳	امام احمد رضا اور مشرک زیمہ گاؤ	۶۴۳	مسک ابھست اور باپ بیت سے محبت
۶۴۳	نواکج ترمی زن	۶۴۳	بے پناہ حرمت کا مستعار ہو
۶۴۳	امیر خدیو صدر افسر لید	۶۴۳	حسرت آخر

اور دوست دہاتے۔ لیکن ان میں بہت سے فاسق ہیں۔

### اگرچہ اپنے ہی ہوں

هَذَا دَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

پ ۲۸ سورہ المائدہ آیت نمبر ۲۳

یاد رکھو کہ ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پیغمبر کے لئے دین پر کدوئی کریں ان سے ہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ والے ہوں۔

### ممنوع ہے

إِنَّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّ اللَّهِ عَدُوًّا وَلَكِنَّ عَدُوِّي وَعَدُوَّ اللَّهِ عَدُوٌّ

پ ۲۸ سورہ الممتحنہ آیت ۱

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں میرے بھائیاتے ہو ورنہ تم سے حالانکہ وہ مسلمان ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔

### کافروں کے دوست خدا کے دوست نہیں

لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَيَكْسِبْ عَذَابَ اللَّهِ فِي سَبْعٍ مِائَاتٍ

پ ۳ سورہ آل عمران آیت نمبر ۵۷

## کتاب سے پہلے کتاب اللہ کا مطالعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

غور سے سنئے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ الَّتِي يَتَّبِعُونَ أَصْحَابُ الْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ هَذِهِ السُّبُلَ هُمُ الْأَوَّلُونَ

پ ۲۳ سورہ الزمر آیت نمبر ۱۷

خوشخبری دو میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنتے ہیں میرے رسول کی پیروی کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی۔ اور یہی اصل والے ہیں۔

### کافروں سے دوستی

تَوَلَّى كَيْفًا مِنْهُمْ فَأُولَئِكَ يَتَّبِعُونَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَمَا قَدْ مَنَعَ كَيْفًا أَنْ سَخَطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

پ ۶ سورہ المائدہ آیت نمبر ۸۱

تم ان میں بہت سے لوگوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں بیشک کیا یہ ایسا چیز ہے جو خود انہوں نے اپنے لئے کیا لیکن ان پر اللہ کا عذاب اتنا عمدہ ہمیشہ عذاب میں رہے گا۔ اور اگر انہیں اللہ ربی و قرآن پر ایمان آتا

مسلمان کافروں کو دوست دینا اہل مسلمان کے سوا۔ اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ  
اس کے رسول سے کچھ تعلق نہ رہا۔

## کافروں اور بد مذہبوں کو راز دار نہ بناؤ

وَالَّذِينَ آمَنُوا لَا تَجِدُوا بَيْنَ دُورِكُمْ لَا يُؤْمِرُ الْغَائِلُ  
مَا عَصَيْتُمْ قَدْ بَدَّ الْبَغْضَاءُ وَمِنْ أَقْوَامٍ هُمْ  
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ

پہ ۳ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۱۸

ایمان والوں میں کو اپنا راز دار مت بناؤ۔ وہ تمہاری باتیں میں دنگڑ نہیں  
کرتے ان کی راز دہی کہ نہیں اپنا بیٹھے۔ عدوت و دشمنی ان کی باتوں سے جھلک  
میں ہے اور وہ جو سیدھے میں چھپاتے ہیں (س میں بھی) بڑا ہے جسے تم نشانیاں  
میں کھول کر بتا دیں کہ تم میں عقل ہو۔

## ظالموں کی طرف مائل بھی نہ ہو

وَلَا تَكُونُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ  
بِذُنُوبِهِمْ مِنْ آذٍ لَكُمْ وَلَكِنْ أَنْتُمْ لَا تَعْقِلُونَ

پہ ۱۲ سورہ محمد آیت نمبر ۱۳

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں (دوزخ) آگ چھوے گی اور اللہ تمہیں  
تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد دے گا۔

## علماء کا فرض

سید عالم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِذَا هَدَيْتِ الْفِتْنَةَ أَدَقَّ الْبُذْءُ وَسَبَّ أَحَقُّ بِالْفِتْنَةِ الْعَالِمُ  
بِلَمَّةٍ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ  
الشَّائِنِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ حَرْفًا وَلَا عَدْلًا

جب فتنہ یا فتنہ انگیزان ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو فرض ہے کہ  
علماء اپنا علم ظاہر کرے۔ اور جو ایسا نہ کرے گا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں  
کی لعنت ہے اللہ اس کافر میں قبول کرے گا نہ عقل۔

رداء اللام الخلیف البغدادی "الجامع من آداب الراوی والسمع"

## دورخی اختیار نہ کرو

بَشِيرِ الْمُتَّقِينَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْكُفْرِينَ  
أُولَئِكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَلَيْسَتْ لَهُمْ عَذَابُهُمْ الْعَذَابُ فَإِنْ  
الْعَذَابُ أَجْمَعًا

پہ ۵ سورہ النساء آیت نمبر ۱۳۸

مناظروں کو خوش خبری دو کہ ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو  
پھرتے رہے کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا ان (کافروں) کے پاس عزت  
و عورت ہے ان ساری عزت تو اللہ کے لئے ہے۔

# بسم الله الرحمن الرحيم

## حرف اول

اس سے یہ خواہش سمجھا کر کوئی ایسی کتاب لکھی جاتی جس میں دو یا تین بزرگ "تحریک جہاد" اور "سندھ" سے دیکر "تحریک قیام پاکستان" تک کے احوال و واقعات کا حقائق و خواہد جس بے لگ اور صبر و تحمل سے جو ہے، جو صحت کتاب "پاک و ہند کی چند اسلامی تحریکات اور مسائل" کے اسے کہتے ہیں، مندرجات کا تین کو حیرت انگیز تسلیم ہوئے۔ مگر کیا جانتے ہیں کہ تمام بزرگ لکھنے والے مؤرخین نے غرض فرمائی ہیں۔

پہلے شیعہ انداز بھی مذکور لکھیں کہ اس قسم کے موضوعات پر اہل اثناعشری علم و ادب پانچوں سے کہہ سکتے ہیں ہوتا ہے۔ مگر حالات سے گزرتا ہوا ہے۔ اچھی ہوئی کتابیں ملنے میں نہ جانتے کتنی دیریں گزار جاتی ہیں وہیں رہتی ہے۔ ہاواں کی تلاش و تحریک منقول صورتوں میں ملتا ہے۔ اور اثناعشریوں کے دہاناک ہوئے ہیں جب ناکارہ گن ہوں کہ اسلام میں عبادت کو شیش بیچتی ہے اور اہل فہم کی بلانصافی لکھتا ہے۔ اس وقت دھواں مگر کچھ سنبھالنا تو ہی ضرور ہوتا ہے۔

یہ عشق نہیں آسان ہیں اور سمجھائیے

اک انگ کا دیا ہے اور تیسرے کے جانا ہے

مدت فرما کر کوشش کر دیا کہ اس حقائق کے باوجود کہ تحقیقات کسی کی جاگرتی دنیا کے ہر ذرہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی موضوع پر بھی تحقیق کر کے جناب مسعود عالم ندوی اور ان جیسے اہل فہم نامہ پر ہم نظر آئے ہیں۔ چنانچہ خود صاحب مسعود عالم ندوی کا بھی کتاب "سندھ وستان کی قبلہ اسلامی تحریک" میں جناب ابو الحسن علی ندوی کی کتاب "سندھ وستان کی قبلہ اسلامی تحریک" کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

مگر انہوں نے کبیرے طرز پر تو یہ دوست اور میرے بھائی اہل فہم نظر و نگاہوں سے حقیقت سنا ہے اور انہوں نے بزرگوں کی کتابیں اور فہم نگاہوں سے لگا ہوا کرکے جانکی کوشش کی کہ وہ رشتہ کی قبلہ اسلامی تحریک سے

# اظہار حقیقت اور مقام عبرت

مندانہ تسلیم جناب ڈاکٹر افتخار حسین قریشی کی ذات گرامی پاک و ہند کے ان میں تعلیم نہیں آپ فرماتے ہیں۔

(۱) اہل حضرت کے جو کلمات تھے ان کا تذکرہ ہر جگہ میں ہیں۔ یہ نہیں کیا جاسکتا کہ ان انصاف نہیں کیا۔ یا نہ کہ انصاف نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ ہمارے پاس ہوا کی کی سی ہے کہ اس کی تاریخ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں حضرت کے بڑے متعلق ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خط و تبلیغ صوف تقریری طور کی گئی تحریری نام بہت کم ہیں اس کے حقیقت منقول کا تصور زیادہ ہے۔

(۲) جب میں علمائے پاکستان کے موضوع پر بحثوں کا ہوا تھا تو میں نے عرض کیا کہ جو کچھ تحریر ہمارے میں اس تک لکھا گیا ہے۔ وہ سب بظرف ہے اس موقع پر میں نے شاعرانہ رجوع کیا اور کچھ مواد میں کیا ہے جا کر کہیں اپنی کتاب میں مذکور کر پایا۔

(۳) ملک وطن آقاقت با زبان قومیت کی بنیاد نہیں، بلکہ قومیت کی بنیاد حقیقت اور عبادت ہے اور ایمان کسی رنگ و نسل کا پند نہیں۔ یہی بات مولانا احمد رضا نے کو بتائی اور باطل نظریات کے خلاف اپنے ہزاروں خط و اور شاگردوں کیساتھ مجاہد

زمیر (یہ مقام ہے زمیری اتنی قابلیت ہے کہ میں کچھ کہہ سکوں کیونکہ اس کے سامنے یونیورسٹی کے دانش پالوں اور مضامین احمد زانو سے ادب تہ کرتے ہیں) شاہ احمد رضا نے حقائق کو جان لی تھا۔ یہ خود "تحریک ترک وکالت" میں شامل آج جب میں دیکھتا ہوں کہ تمام واقعات میری آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں

وقت ایک ہی نگاہ و در میں تھی جو جانتی تھی کہ مسلمانوں کا نقصان کی بجائے ہندوں سے ہو گا اور ان کا موقف درست ثابت ہوا۔

(۴) انصاف سے مراد یہ نہیں ہے کہ کسی کو خط و خط لکھیں کہ مسلمانوں کے معاملے سے بڑھ گئے ہیں ان سے چڑھتا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی کھلم کھلا ہے جو تو مسلمانوں کے مذکورہ اصولوں پر قائم ہوا (۵) مولانا احمد رضا! ہفت روزہ "کراچی" ۱۷ دسمبر ۱۹۵۷ء کو

اور کیا ممکن نہیں کہ یہ عقیدت و دولت خود جناب مسعود عالم صاحب کی کتاب "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک" کے مطالعہ کے بعد یہ ہو سکتی ہے۔ اور کتاب کے لب و لہجہ سے اخذ نہ لگایا جاسکتا ہے کہ خود جناب مسعود عالم صاحب اور اس کی کس منزل پر کھڑے ہیں۔

ایک طرف ان نقوشِ تقدس کی قربانیاں اور فداکاریاں ہیں اور دوسری طرف ہندوستان کے بے غم مسلمان کی طرف سے تکفیر و تفسیق کا ہمدرد اور سرچرچہ جیوں سے مدد اس تک پہنچا اور اب تک یہ پہلے بار ہے "توبہ تکبیر کی تلواریں گندہ پھل سے بے ناز و خفا ہیں" میں بیڑہ کو گول کی طرح ملا جیسے دلوں "سید احمد اور رحیل شہید" جیسے سماجی است پر کفر کے فتوے لگائیں۔ اور دوسری یہ ہے کہ ان بدبختوں نے آج تک ایسا نیک بندوں کو محاکمات نہیں کیا۔

ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ۳۶۵

اور اس عبارت کا معنی یہی بطور وضاحت سے منظرِ قلم سے چلے

ان لوگوں کو بد بخت کے علاوہ اور کیا کہا جائے۔ دیگ کے تودے کو کوہِ دماوند گناہِ اراقم کے بس کی بات نہیں اور اگر ہم بے رحم سے تو ہمارے گواہ کا اقرار ہے

(حوالہ مذکور)

اور اس کتاب کے صحت پر تو جناب ندوی کی بیڑی اور ان کا ذکر اسی اپنی انتہا کی پہنچ مافی اور ثقافت کا مقدمہ بخول آؤنا ہوا نظر آتا ہے۔ اور اس واقعہ سے ہیں

باطل کو حق کہنا۔ یا اسکے مقابلے میں مداخلت و مداخلت سے کھینچنا اور قلم کے بس سے پہلے سے ہم باطل کو بھول باطل کہنے خواہ دنیا والوں کو بچانے کے یا اپنے مذہبی قلم سے تودہ دیگ کو کوہِ دماوند کا بہت مشکل ہے۔ صدمہ جامعہ کے جسور و ناکھنے زبان اور طرزِ افشا کی "صورت" کی شکایت کی ہے۔

افسوس کہ ہم اس سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ باقی اپنا اپنا ذوق ہے ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک

ہندوی صاحب ہی انشاء و فرمائش کو ان حالات کے پیشِ نظر ان کے خورساختہ "تودہ دیگ" کو کوہِ دماوند کوں کے گناہ گوی کوئی حق پرستی میں دوسرے لوگ کہ کم تو نہیں ہیں۔ اب اسے کیا کہ جناب ندوی کو دوسروں کی راست گوئی بھی زیرِ مسلم ہوتی ہو۔ جناب ندوی اپنی اس کیفیت خودی کھینچتے ہیں۔

مگر اپنی اس بدھشی کا نام کم نفعیوں میں کیا جائے۔ دل میں ایک ہوک اٹھتی ہے اور انکھوں میں غن آتا ہے جب کسی ملال کے فتوے اور خواتین مسو کی خنداری یاد آتی ہے۔

ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ۳۶۵

اب جناب ندوی کو طم نہیں کہ جب یہی اور بعض دغضب سے آنکھوں میں خون آڑا کرے ختم ہوجاتی ہے اور دوسرے کبھی کبھی دور دور یہ نہیں جلتا۔ غیہ ہے کہ ایسے مغلوب شخص سے کسی دانشور اور عدول و انصاف کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

علم و حلم کا اعتراف تو یہ ہے کہ فریقِ ثانی کے نظریات بھی سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اور فریقِ اول کے استدلال پر بھی غور کیا جائے صرف اپنی ہی کیا جانا اور کسی کی زسنا کر کے مقبول بات نہیں کہیں تو اپنا اپنا ذوق ہے، کامل دل ہے۔ ان حالات میں غیر جانبدارانہ تحقیق اور صفائے دل کی گنج گنجی قش باقی رہتی ہے جناب ندوی خودی کھینچتے ہیں۔

رازم کا عجیب مہل ہے جہاں تمام بین و اوج کا ذکر آیا وہ نام اچھا اور پہلے بے انصافیاں اور غلط بیانیوں ایک ایک کر کے یاد آئے گئی ہیں۔ جہاں اب ہوا ہو جس نے ان بزرگوں کے متعلق رو ادھی ہیں اور ہوا اور قلم بے تالو ہوئے لگتا ہے

کتاب مذکور ۳۶۵

پیدا ہوتا ہے کہ مولانا ندوی سے ان بزرگوں کے متعلق کن لوگوں نے افواہیں اڑائی ہیں اور کن نے غلط بیانی کی ہیں۔ اور کیوں۔

اس باب میں ہم مغل دوس الا شہادہ کہہ سکتے ہیں کہ کچھ پورے کے سوانح نگار اور زندگی نویس تا سیرت کی پہلی اسلامی تحریک اور اس سے مماثل و ماہد تقریر یا بھی سید صاحب اور دوسری



میرزا علی صاحب جی کے ملاح اور شنا غلام تھے۔

چنانچہ جناب شیخ محمد کرام مومج کوثر میں اس کا اعتراف فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

اس خبر سے اس انقلاب احوال کا تجزیہ کرنا اور اس کے اسباب و علول کا ذکر  
باید چنگا کر کاغذ پر لکھ کر دیا جائے۔ لیکن آج یہ کام کسی قدر آسان ہو گیا ہے۔ ابھی تک اس  
سائنس کے متعلق فقہ سید صاحب کے عقیدت مندوں کے بیانات ملتے جلتے تھے۔ اب  
میرزا علی صاحب مولانا مہر نے بڑے خوش جذبہ سے کہا ہے، لیکن اب افغان نقطہ نظر  
کا متحرک بہت اظہار بھی سامنے آ گیا ہے۔

(مومج کوثر شیخ کا اکابر ص ۳۰)

اور دیکھ دو کہ اس کے گہری جڑیں کتنی جگہوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اس کے مقصد جہاد کی  
اس سے زیادہ اور کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی۔

سید صاحب مکمل اسلامی نظام کے حامی تھے۔ دہلی کی حکومت کو اس کے ملزم و مقصد سے  
بے نسبت کہیں نہیں جاتا کہ دہلی کی حکومت غازی، شخص حکومت تھی۔ اور وہ ذات  
مبارک کے غوغے پر حکومت الہی کی تاسیس کرنا سید صاحب کا نصب العین تھا

دہندہ سلطان کی پہلی اسلامی تحریک ص ۵۹

یہ لکھنے میں شاید کوئی معذرت نہ ہو کہ اس قسم کی دیکھا میں صرف سید صاحب کے مدافین  
دہلی میں ہیں۔ اور تاریخ کے روح کو سب ضرورت موزوں دیتے ہیں۔ دہلی کی سلطان حکومت  
دہلی میں تھی۔ یہ فقہ سید صاحب اور اس کے جہادوں کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ البتہ یہ لوگ انگریزوں  
کو دکھایا کرتے اور ان کا یار کرتے تھے۔ اس کے باوجود مذہبی صاحب کا پورا طبقہ اس بات پر مصر  
صاحب ہیں کہ آپ کے جوش و خروش اور اول تا آخر تحریک حریت کے سرخوش جہاد تھے۔

یہ دعویٰ کہ سید صاحب کی حکومت خالص کتاب و سنت  
کی حکومت تھی، اور مذہبی صاحب کا یہ ارشاد کہ سید صاحب

**جہاد کی ایک اور کہانی**

اور نصب العین خلافت راشدہ کے غوغے پر حکومت الہی کی تاسیس کرنا تھا۔ یقیناً قابل رشک  
ہیں اسے تسلیم کرنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی۔ مگر جناب مولانا حسین احمد صاحب  
اور دوست مرگشت نقشبندیات میں لکھ کر اور یہ کہ یہ ہیں جس سے مذہبی صاحب  
کا نظریہ کی نفی ہوتی ہے۔ جناب مدنی تحریر فرماتے ہیں

سید صاحب کا اصل مقصد یہ کہ ہندوستان سے انگریزوں کے تسلط و اقتدار کا کلیتہً قلع کرنا  
تھا جس کے باعث ہندو مسلمان دونوں ہی پریشان تھے اس بنا پر آپ نے اپنے ساتھ ہندوؤں کو  
اکت کی دعوت دی اور اس میں حاف ہاف انھیں تادیب کیا کہ آپ کا مقصد ملک سے  
برہمنوں کو لوٹا کر آئندہ ختم کر دینا ہے اس کے بعد حکومت کسی کی ہوگی اس سے آپ کو خیر نہیں  
ہوگا جو لوگ حکومت کے اہل ہو گئے ہندو جہاں مسلمان یا دونوں حکومت کریں گے۔  
و نقشبندیات ص ۱۱۱ مولانا حسین احمد مدنی

ہات یا تکیہ و تفسیق کی توفیق و توفیق اللہ تعالیٰ ہم اس کا بھی جہاد و جہاد نہ لکھ سکے کہ  
یہ کیا ہو رہا تھا۔ اور بغیر جواب آل غزلی سے بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ قوہ دیکھ کر وہ  
خشب و شمع ہو جائے۔

و لیکن گرباں ناہاں گوئی = خوشے را سب نازی گوئی گوئی

**جہاد کا نصب العین** آئیے دیکھتے ہیں کہ جناب سید احمد صاحب بریلوی اور مولانا

صاحب دہلوی کی تحریک جہاد کا نصب العین کیا تھا

و مقصد جہاد میں بھی یہ حضرات موزعین صحت اضطراب کے شکار ہیں۔

جناب مسعود عالم صاحب ندوی فرماتے ہیں

اپنے دل و دین پر بریلوی میں حضرت سید شہید اور ان کی تحریک تجدید جہاد کے تعلق ہیں  
اور غلط بیانیوں کی گئی ہیں وہاں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ سید صاحب کی جماعت دہلی کی

جہاں پر کسی مسئلے میں سرحد سے ریاست گوالیار کے ملایا گیا اور وہاں پر حکومت را  
وزیر اور وزیر برہمنی راجہ ہندو راؤ کو جو آپ کے تحت رہ رہا تھا خود سے پڑھنے کے قابل ہے  
اصل عرفان اور ملکی حکومت کے متعلق آپ کے نقطہ نظر پر روشنی پڑتی ہے۔ پھر ۱۸۵۴ء اور پھر ۱۸۵۷ء  
مناصب مدنی سید الیاس صاحب مدنی کی کتاب مسلمانوں کے سمنزل سے دینا کو کیا  
کے توالی سے وہ خط بھی نقل فرماتے ہیں۔

دفتہ کر مہلان ہندوستان اور گانا نکل خانی گردید و تریسی ایشان بر بدین ملامت  
مناصب دیاست و ریاست اعلیٰ ان شکر باد مینی جوت ہندوستان ان  
ملکی و ضمنی سے عالی ہو گیا اور بہاری کا تیرا کے انشا تک پہنچ  
جائیگا حکومت کے عہدے اور منصب ان لوگوں کو ملے گے جن کو انکی طلب ہوگی  
(نقل حیات ۵۲۱)

کیا یہ اشادات انصاف کے متعلق نہیں ہیں کہ مدلی کی کرد حکومت کیلئے انصاف کے علم  
تو بہت ہی دور پہلے پورا تھا جہاں ہندوؤں کو بخش دینے کیلئے تیار تھے۔ جہاں مدنی اپنی  
میں ہی بات کی وضاحت کہتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

ہندوؤں سے اختلاف مذہب کی بنا پر ایک پرغاش کو کہا جیسی آپ کہنے کے ہاتھوں غلو  
اور اہالی میں ہندو اور مسلمان دونوں کو یکساں جانتے تھے اور جہاں سے آپ کو حق و دہلی کو  
اجنبی انسان کا محبت سے نہ تھا نہ اتفاقاً۔ کہا جیسی ہونے کے بعد ملکی حکومت کو اکثر یہاں  
اسکا فیصلہ آپ طالبین مناصب دیاست و ریاست پر چھوڑتے ہیں۔

مگر ہندوؤں کو اطمینان ضرور دلاتے ہیں کہ وہ سید صاحب کی کوشش کو اپنی ریاست کی جلا  
کے حکم پر موقوف ہوا تھا۔ ہمیں..... بیک سید صاحب پر گواہی دے کر انڈیا اور  
رب اعلیٰ کی خدمت سے کہہ دیتے اور اسی کو اپنی سماجی کارکردگی بتاتے ہیں۔ لیکن آپ خوب  
سمجھتے ہیں کہ انصاف کو ان کے اندر یہ صورت ہی نہیں ہے کہ۔ ایک فرقہ دار گورنمنٹ  
تاکہ کہہ سکتے اور وہ حکم کو جبر سے براہوں و دلوں کو اپنا حکم بنایا جائے۔  
بلکہ اس کا سب سے زیادہ غور و نظر یہ ہے کہ برادران وطن کو سیاسی اقتدار میں

کے اسلامی خدائے اخلاق سے انکے دلوں کو فتح کیا جائے۔

دائستہ کے مسئلہ کی کوئی جھجک آپ کے دہن میں نہیں کی کہ کون کون کیا کر سکتے  
حکومت پر چڑھیں۔ بولتے ہیں میں سے زیادہ پرورش، خدا کا، مکرزم اور غلص  
اسلام کو گانا امت اور ملحد شپ اسکے ہاتھ میں ہوگی خزانہ وہ اقلیت کے فرقہ سے  
کے یا اکثریت کے فرقہ سے

(نقل حیات ۵۲۲)

جہاں بیسیل اللہ و خالیتہ فوج اللہ کی انکی غرض غایت۔ بولتے ہیں مدنی صاحب  
ست سے میں نے مدنی صاحب کی آغوش کیا جائے اور اب میں احمد صاحب مدنی کی شہادت کو مدلل  
روسی ہمارا کہ دست کتاب سنت سے ہوتے ہوئے جہاں کے موجودہ نظام سے حکومت تک  
توجہ ہے کہ سب جہاں کے مدعوین پھر بھی اسے غلط جہاد فرماتے ہیں۔

اسی صاحب فرماتے ہیں کہ لوگ کیاریں۔ آپ کی کوششیں تبدیل کریں، یاد رہے کہ شیعہ اہل بیت  
کو ہمیں منکر وہ مندرجات سے کئی انہونی سامنے آ رہی ہیں مثلاً آپ کی مدلی حکومت کو  
کہا جاسکتا کہ کون وہ خدائی اور شخصی تھی۔ مگر ہندو راجاؤں کو یہ یقین دلایا جا رہا ہے کہ  
ست کی بنیاد کو مضبوط و مستحکم سمجھیں۔ اور یہی طور پر ملکی بات ہے کہ حکومت علی سہاجہ لفظ  
حکومت کہاں کہاں پھرتی ہے جب کہ اس خاص جہاں سے مل کر وہ حکومت اپنی کو مولانا مدنی  
کو گنٹ قرار دیتے ہیں اور وہ ضمن حضرت خلافت راشدہ کا فائدہ بناتے پراہر فرماتے ہیں۔  
کہ اس بلکہ کو کوئی ایسا فرقہ ہے جس "فرقہ دار گورنمنٹ" کی وضاحت کر کے اچھ یہ ہے  
"ملہ" دوسرے نقطوں میں ہندوؤں کی پورا خدائی اور ریاست نے مولانا مدنی سے ایسی ایسی  
الہی ہیں جنہیں پڑھ کر ایک عکس سالانہ فرما سکتا ہے۔

اب مولانا مدنی سے کوئی پوچھے کہ حضرت خیر القرون دور رسالت میں اور پھر دور خلافت  
مکہ کو اور مدینہ منورہ اور ان کے اطراف و جوار میں مگر میں وہ دور اور فصلانی کہا دیتے یا نہیں  
انکی اصطلاح میں وہ باربران وطن تھے یا نہیں۔ اگر کئے تو ان کیوں اسلامی حکومت میں  
میں کی گئی۔ کیا آپ اس حکومت کو "فرقہ دار گورنمنٹ" کہہ سکتے ہیں۔

ہیں تو زین الدین میں کہیں یہ بات نہیں ملتی کہ حکومت برادران وطن کے سپرد ہو گئی ہو۔  
کی مارڈ کیا جاتی ہو جو زین الدین نے حسین احمد علی پر بوجھتی امت  
کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ علامہ کے کلام کے اس شخصیت طبقہ نے اپنے اسلامی اصولی  
تھے۔ "برادران وطن" کو دوزخ سے نجات دلائی ہے، اس کے خلاف اگر تاریخ کا گہرا مطالعہ  
تو بات بالکل برعکس نظر آتی ہے مثلاً یہ کہ مرادات کے بھائے، سماوی پر معمول چڑھا کر  
بھائے دام نیک کی تیاری کرنا۔ یا رسول اللہ کے بھائے، گاندھی جی کی بے پیکارنا۔ دوسرے  
کے بھائے۔ بندے انہم کے ترانے گاؤں، رواداروں میں جو کہ گڑبگڑ منسوب قرار دینا وغیرہ  
سے بھڑک کر کہتے ہو معمول جاؤ گئے۔ بخدا میرے لبس کی بات

## بات شخصی حکومت کی

حکومت کو کہہ سکتے ہیں۔ اگر یہ بھی نہیں تو مسلموں کی حکومت ہی کہہ لیجئے وہ نہ تیرہ صدیوں  
دستہ تارکیوں میں گم ہوا گا۔ دورِ بنو امیہ، دورِ بنو عباس، دورِ عباسی، دورِ عباسی، دورِ عباسی  
خلافت جمالی، عثمانی، دورِ عباسی، دورِ عباسی، دورِ عباسی، دورِ عباسی، دورِ عباسی، دورِ عباسی  
متعلق بھی روایت کیا جائیگا کہ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں علامہ دین!

اور پھر ان کے بعد ہم بھی تو چھینک کر حکومت مودودی پر عرب کے متعلق آپ کے کیا  
گئے جیسے اہل علم قرآن و سنت کا تعلق پورا قافلہ پرشہ مشائخ سے مجاہد ہے۔ اس کی کہ  
جواب شروع سے سنے وہ کیا فرماتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے بھی اسلامی عصر میں کتبہ تحریر کی  
ہموانی فرمائی ہے۔ اور موصوف کہیں علامہ دین کی صف اول کے کامیابوں میں سے  
آخری عمر میں جناب مودودی صاحب اور ان کی صحبت سے بڑا گہرا تعلق قائم ہو گیا تھا  
خوش کی اس حیرت پر علامہ دین نے جہم جوئے اور ان کے خلاف ایسی دل آواز زبانیں  
لیں کہ وہ ان علامہ کے کلام کے ساتھ جنت میں بھی جانے کیلئے تیار نہ تھے۔

ادب پائی سر سے گزریا اور الزامات و مسائل کی بیخفا حد سے گزریا قبلہ محمدی  
نے بھی مودودی کی باگ و پٹی کر دی۔ جناب شروع گھر کے بعد کی تھے ان مقدس نگاہوں کے

سازش کو بے نقاب کیا۔ مگر ان کی نگاہیں شمشیر برائے علامہ دین کے دھار دار و فاضلے  
دی صاحب جیسے لوگوں کی ہلکت خیر تحریریں ان کے سدا ہوں۔ فیساتے ہیں  
دی حکومت قرآن اول کی حکومت نہیں! آج کی بادشاہت ہے۔ بادشاہت  
نئی نہیں۔ قیصر کو سرنی کی یادگار ہے اور ہم نے اپنے لیے اسے ضروت  
سمہ کر لیا ہے۔

شب جاہلیک میں بوم ملا شوخ کا شعری

اب شوخ علامہ دین کے متعلق سوچیں گے باوجود قبول کا انہماک اور آثار و قدر کی پامانی  
انہی ہیں اور فرماتے ہیں۔

وہ لوگ اسکا تکرار و سنت کے احکام لکھتے وہ خود کس منہ سے تاج غری پیچتے  
اپنے اپنے عمل ناتے محمد علی کی دولت جیسے اور اسکا نام سزا شاہی لکھتے ہیں  
محمد ذات اقدس کے صدیق میں غری پائی ہیں ان کے آثار اقدس کی یہ بیعتی!

قرآن و سنت نہیں امانت اور سرچ امانت ہے۔ اللہ کی زمین اور ان کے دینے میں  
کی خلق کے بل میں کسی مذکور میں میں نہیں کہ انسان کا گونا گونا ہے، خود پر و عالم  
ہیں، گشت کھاتے کھاتیں، بیچ ڈالے۔ موت کسی کا بھی نہیں چھوٹی۔ جو  
موت کی اس طرح چوک کر رہے ہیں..... جن تک صلی میں وہ لوگ موٹے ہیں  
ہیں زندہ لگتے، ہمیں بقا سے لگے۔ جو نہ پھر کر شاہوں پر لگا کر تے تو ان کی  
کہ ڈھیلے سے خلعت ناقہ کو کاپ اٹھتے تھے مودودی حکومت عشق اور شرک  
میں فرق نہیں لوگ ہے۔

شب جاہلیک میں بوم ملا

سید صاحب کے جہاد کے منہ و معاد میں قبر پرستی کا استعمال  
ابھی تھا چنانچہ جناب مودودی صاحب قدس اپنی کتاب  
مستان کی پہلی اسلامی تحریک "میں" "دعوت اور مشن" کے عنوان سے جو تحریر  
جاتی ہے۔

سید صاحب کی دعوت خالص کتاب وصفت کی دعوت تھی دعوت و  
 ان کا مشن تھا۔ وہ دین محمدی میں عہد فاروقی کی پاکیزگی اور شریکت پیدا کر  
 تھے توحید خالص کی تبلیغ قبر پرستی کا استیصال مرام تفریق کو ختم کرنا  
 بھینکنا اور رنگارنگ بیگانگی کی ترویج ان کی دعوت کے اہم اجزاء تھے۔  
 — ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک —

مسلمانوں پر قبر پرستی کا ازام نہایت سنگین لگتا ہے۔ دنیا بھر میں یہاں کسی  
 قبر پرستی قبر پرستی نہیں ہوتی مگر ہمارے صاحب مزار کے احترام اور ان کے خزانے کی  
 تعمیر کرنا بہت بڑا المیہ ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی  
 مزارات کو ختم کرنا ادا مال کرنا انتہائی بربریت ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تمام  
 توحید کے فروغ کیے قبروں کے انہدام اور مستوی کرنا و ایمان بندہ کا ہے۔  
 کہہ سکتے ہیں کہ مکہ و مدینہ کی قبروں کے انہدام میں یہی جذبہ کاغزا تھا۔ چنانچہ دار  
 حجاز مقدس پر بغیر واسطہ کے بعد رشتہ فتح قبروں کی پامالی ہی سے شروع کیا تھا  
 یہاں یہ بحث نہیں کہ اسکی شرعی حیثیت کیا ہے (اس باب میں علما نے کام  
 لکھا ہے کہ مزید کی ضرورت باقی نہیں رہتی) میں توصیف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ  
 اور اپنے آباء و اجداد کی قبروں کے ہائے میں ان موحدان متدین کا طرز عمل کیا  
 یہی جب صاحب سود عالم صاحب غازی اپنی اسی کتاب "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک  
 تفصیل سے ایک تہاہد کے ہائے میں لکھتے ہیں۔

جب ہمیں سال کے بعد آندھن سے واپس جوئے رستہ ہوا تو اندلی قبرستان کا  
 منظر دیکھ کر دل بھر آیا اور گناہ کا تین کی انتہائی صفحہ کے باوجود آنکھوں سے خون کے قطر  
 ٹپک پڑے۔ میں نے چاہا کہ اپنے قاتل مقبرہ کو کہہ جاں چوہہ بشت ہلا کر کیا تو  
 اچھا دھن جوتے چلے آئے تھے جاگو دیکھو اور وضو پائے والدین ماجدین  
 غفر اللہ لہم کے مرام کی زیارت کروں اور اس پر دعا دے مغفرت اور آخرت میں  
 مگر یہ جہاد کوشش کی پند زملہ بعد محسوس و تقویٰ بسیار خود فکر کے قبرستان سے

رستہ والدین اچھین کی قبر کھود کر اس پر بنائے عمارت میوے لکھی بنا دی گئی ہے۔  
 — ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک —  
 — ۱۲۱۲ ہجری میں پیر محمد عرف پیر پڑے ہیں۔

ت ناظرین! اس وقت اس حکومت کا جو ہائے اموات کی گناہ کی گئی جو صدر دل  
 اور مول از حیطہ تحریر و تقریر ہے اس وقت اس کی یاد سے دو گئے تک کھڑے  
 ہیں۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہائے جرم میں ہائے اموات و باوجود اچھا دھن  
 اور کھودی گئیں اور وہ مقبرہ کیوں معرض خطری میں آیا "معاذی اللہ عنہ"  
 یہ کام کیا۔

— ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک —

اس کا جواب تو عادل گرفت "ہی سے سکتا ہے کہ اس نے کیوں ایسا کیا۔ البتہ ہمارے  
 معاہدہ پامالی ہو سکتے ہیں تو یہاں کو کسی چیز مانع ہے۔ سچے حضرت اختلافات نظریات  
 قبول کی اس پامالی کا تا یہ نہیں ہو سکتے۔ انگریزوں نے و ایمان مادیہ قبول کی قبروں کو  
 پہلی سنگدل کا مظاہر کیا ہے۔

انات علی سے تو کوئی چیز ہوتی ہے۔ یہ وہی لگتی ہیں جنکی آنکھیں مقبرہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ  
 و شہداء جدد و اجداد و رضوانہ طافہ الزہری۔ آرام گاہ شہداء کے ربا کی پامالی اور انکی  
 کہ نہیں ہوئی تھیں۔ اب ان کی آنکھوں سے گناہ کا تین کی انتہا زور اور کی باوجود  
 سے ٹپک رہے تھے۔

حکومت تاریخ ناپنے اور انکی ہے۔ اور انکے الہام تلاوت لکھا کی تفسیر پر دروس کسی  
 عرب اور تاجہ مدرس میں انگریزوں کی مدد سے نبیوں نے جو کچھ کیا۔ قدرت نے  
 کے ہاتھ ہندوستان میں انکے موبدین کیا تھا وہی صورت پیدا کر دی۔  
 — ہندوئی صاحب کیا فرماتے ہیں۔

کی دعوت کے علمبردار شیخ الاسلام محمد امجدی اب کی نسبت کرنا تو ہماری کتب  
 ہے۔ البتہ عزم و دل کی دعا تو قریب کو چلیو گیا۔ یہ جان بیوں میں نہ گئی کی عزت

ڈالنے اور پورے غلے کو اسے رنگ میں مشاوری کر دیا۔ یہ ایسا گناہ  
 خضران فرنگ دور کے جو تھوڑے عادت نہیں کر سکتے۔  
 ہندوستان کی پہلی مہادی شریک

اور بیت القی وصلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس کھڑا ہو گیا اور  
 ہے، حضور کی زندگی یاد آگئی ان کے والدین نے حضور سے کیا سلوک  
 نشان دیکھ کر والدین سے کوئی سلوک کرتے۔

### جہاں شریعت کی فراوانی ہے

کاش ایسا ہی ہوتا جیسا کہ غزوہ  
 اور مکی حضور میں ندوی صاحب  
 لوگ دعوت کھا کر خلعت لیکر شب و روز طہ الطہان نظر کرتے ہیں۔  
 اس باب میں جناب شورش کے علاوہ ہم سے کوئی کچھ کہہ نہ سکتا تو کھرم کی ما  
 پڑھتے اور نہ جانتے کتنی آنکھیں بھن اگے نکلتیں۔  
 یاد رہے کہ جناب شورش نے جو کچھ لکھا ہے وہ ایک ایسی دستاویز اور ایک ایسی  
 جس سے انکار ممکن نہیں۔ کہتے ہیں۔

غادر۔ ادا اس پڑا ہے اس کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے لیکن بادشاہ  
 شریعت و سنت کی آڑ میں اس پر دیرانی کی دیوار کھینچ دی ہے۔  
 - شب جائیکر من بوم ۱۳۸۸ -

اور صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں۔

ان کے بل سب سے زیادہ خطرناک چیز گناہیں ہیں، اخبار اور رسالے میں اصل  
 زبان کی ہے۔ کلام اللہ کا اور تو ترجمہ میں جہاں روک لیا جاتا ہے۔  
 لیکن لبنان کے عربی علماء و رسائل بالخصوص جن میں حوالی میںوں اور دینی کی  
 نشانیوں کا غلط غلطیاں ہوتا ہے بہت قدر سے آزاد ہیں۔ وہ درمیان آتے اور  
 لکھتے ہیں اور ان کی خریداری حروف میں گہرنت ہوتی ہے۔ ان پر ہند اور غیر  
 رسائل پر کوئی پابندی نہیں۔ پابندی اس مترجم پر ہے جس کے متعلق یقین کیا گیا  
 ہو کہ اس میں مزاح شاہی پر حوت پڑتی ہے۔  
 - (کتاب مذکور صفحہ ۲) -

مولد القی رزادہ ابی دای، کی زیارت کے بعد کہتے ہیں۔

کی زیارت کے بعد حرم فرما تے ہیں۔  
 کی دوا چار چیزیں ممنوعہ کر لی جائیں تو عیب کیا ہے؟ اس سے قرآن و سنت کی  
 روز کی کہل جاتی ہے اور کہاں منشا کے اٹھنے کی نفی ہوتی ہے۔  
 حرم خود کو بھی منع فرما کر رہے ہیں۔ اگر شریعت کا اتنا ہی خیال ہے تو شریعت  
 ہے کہ اصل وقت میں پڑھے اور اس کی گہرائی سے قطع نظر کیا جائے۔  
 است کے احکام کا مشاعرہ اور دیانت کیسے ہیں؟ آثار و مظاہر کیسے نہیں۔  
 جہاں اجتہاد لازم ہے وہاں اجتہاد کا نام بدعت بلکہ بغاوت رکھنا ہے۔  
 معاشرے اور زمین کیلئے اسے ساتھ صفائی دے کر رکھا کرتے تھے۔ وہ ملیا ہوں میں  
 لے جھرتے تھے کیا انہوں نے گناہ اور صراحت کے ذرا حکومت بنائے تھے کیا ان  
 کے اصل اور قصر تھے۔ کیا ان کے لئے عیسائے تھے۔ وہ شاہانہ و رفیع تر میں داخل  
 ہوتے تھے۔ انھیں جلالہ الملک کہا جاتا تھا۔ وہ تنگ جلی عمارتیں کھڑی کرتے  
 تھے وہ حوت کے زیوروں اور قیمتی کپڑوں میں ملتے تھے۔ وہ شیورن لگاتے  
 تھے۔ جب نئے دور کا سب چیزیں قبل کی ہیں تو ایک تاریخ اور اس کے خیرے ہی  
 لیے ہیں جنھیں محفوظ رکھنا بدعت ہے۔

یا ظالم منعت!..... یہ سب اللہ کے ہی کی اتنی نفسانیں ہیں۔ تاریخ کے  
 جو ہر پورے اور عقیدے کے شر پائے ہیں انھیں سے تاریخ کو تحقیق اور دانشوروں کو مشق  
 کی دلیلی ہیں۔ تاریخ اسیرت القی کا سچا پڑا ہے۔ ایک دلیل حضور کے  
 قہر کی چاپ بنگالہ کی ہیں۔ اور ان کے ہوشوں کا ارتعاش صبا میں گھلا ملا معلوم  
 ہوتا ہے۔... سکام پورے جلی فور سما ہوا سے غار حرا  
 - شب جائیکر من بوم ۱۳۸۸ -

بدی کی زیارت کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

ان کی قبریں آج دارفانِ صحت کے اعتدالِ پامال ہو چکی ہیں تاریخ کے وہ علم  
موجود نہیں ہے جس سے حقیر اور اہلِ زمانہ کے اعتدالِ ہم اپنے اعتدال  
..... یہ قرآنِ صحت نہیں یہ سنگین و سنگدل ہے کہ رسول اللہ کی یادگار  
جائیں اور اپنی یادگار یہ کھری کھری جائیں۔

شب جایک من بودم ۱۵۰

احمد کی زیارت کے بعد لکھتے ہیں۔

اس احمد کے دامن میں نہیں سے دو نیوے بلندہ پہاڑ سے ڈھیروں نیوے  
عبد اللہ ابنِ حبش اور مصعب ابنِ عمیر کی قبریں ہیں لیکن اہلِ صود کی شرعی یاد  
ہوا اور کی ہیں..... ہندوئے تھرہ کا کچھ جیسا تھا لیکن انہوں نے تھرہ کی قبر  
کتاب مذکورہ ۱۵۱

اور پھر لکھتے ہیں۔

ان خزاںات کی بھرتی کا نام لنگھز دیک قرآنِ صحت ہے کیا انھیں روحوں کے اس  
سینے کی غفلت کا اندازہ نہیں... گڑھی روکنے کی آئینہ بھرتی جائز ہے؟ کیا حق کا نام  
لوگوں کی لذت میں سرکد ہے... میں علی سے واقف ہوں تو کوہِ صفا اور جبلِ صمد کو  
بکھر چکا کہانے محمد کے ہم وطن نے نہجتِ البقیع میں ہیں مجھ کو کہانے دل کے سینے  
توڑ دیے ہیں اور اب ان میں کوئی صدا باقی نہیں بچی ہے۔

شب جایک من بودم ۱۵۲

ذکر جب چھر گیا قیامت کا

قادرین! نہ چیدنے کے باوجود بھی بات بڑی  
اور قدر مہر طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا۔

پتا یہ ہے کچھ بڑے لوگوں سے چند غلطیاں ہو چکی تھیں۔ میں خود مند لوگوں نے  
تھا۔ اور ان غلطیوں کی نشاندہی کی تھی۔ مگر احمد قبول کرنے کے بجائے غصہ اور  
کھلم کھلا اختیار کیا گیا اور ایک نہ ختم ہونے والی سرورنگ شروع ہو گئی۔ اور حالتِ بے ہوشی

ت و طریقت میں ایک سے جماعتوں اور فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

لوگوں نے یہ کیا کرانی بات لکھنے کیلئے تاریخ کے پھرے کو سچ کر ڈالنا کہ اپنے عمر وحین  
تھا کہ عرش پر چٹا سکیں۔ اور دوسروں کو غفلت کی بلندیوں سے منکدر کی گہرائیوں  
میں۔

اس طرح بلند و بالا پہاڑوں کے دامن میں وسیع زمین کی پرسکون جہوں میں اور ناپید کیا  
گیا مگر انھوں میں بے شمار زندہ اور بے پناہ عجائبات دفن ہیں۔ اسی طرح تاریخ کی  
ہی کو گہرائی حالات و واقعات سے عزیز ہیں اور اصل شکل و صورت بہر حال ظاہر ہو کر رہتی ہے  
اس کتاب پاک و صندک چند اسلامی تحریکیں اور علامتیں "انہی نوعیت کے اعتبار سے ایک  
سیسی، مذہبی بھانڑ ہے اس میں مختلف موضوعات پر بحث کی گئی ہے اور جہاں تک میں  
اس میں دور میں اس کی سخت ضرورت ہے۔

اس بات سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکا کہ صحیح صورت حال کا اظہار ہی لوگوں کو غلط فہمیوں  
مندانہ ہے۔ آج حقیقت حال کی واقعیت ہی کی وجہ سے ایک بہت بڑا طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ  
سید احمد صاحب بریلی اور بڑی مہتمم صاحب دہلی کی تحریک جہاد نے انگریزوں کو  
بلا کر کر دیا تھا۔

دیر کر چٹانِ ظلم اور خفاقی تھے۔ یہ بدینِ مظلومیت کی حالت میں شدید کر دئے گئے۔ مگر  
قرآن کے بائبل پر مبنی ہے۔ انھوں نے کامیابی میں یہ چٹانوں کے نقطہ نظر ماننے کی کوشش  
کی اور یہ طریقہ فیصلہ ہوتا رہا۔

• میرج یہ ہے کہ سید صاحب اور بڑی مہتمم صاحب نے انگریزوں سے ایک دہائی پہلے  
لے، زمین خاصا بھائی چارہ رہا ہے۔ البتہ چٹانوں پر انہوں نے عرصہ حیات ضرور سنگ کر دیا تھا۔  
سید صاحب میراج کو اوتار دے لیا گیا۔ بلکہ ایک عرصہ کو بھی پامال کر دیا گیا تھا۔ نتیجہ چٹانوں کی  
باغیوں ہند کی دہائی تحریک اپنے خونخوار غلام کے اندام کو چھو گیا۔

• اسی طرح جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں ان کی کوئی خاص شہادت نہیں۔ یہ لوگ انگریزوں کے خوف  
بچے پھرتے تھے۔ بلکہ بریت پسندوں سے جنگ کر کے تھے مگر بانداز مسکاردوں نے انھیں

عاجزی کی صفت اول یہی کھڑا کر دیا ہے ادب و تحریک آزاد کی کے بائیں میں شاربہ  
 • تحریک خلافت کے دوران ، تحریک ترک ممالک چلائی گئی اور پھر مہر مند کے  
 تحریک ہجرت کے بانی مہدی نے ان محدثین نے شریعت میں سے ناپاک و فاسق اور برائی  
 ہوئے ، جسکا لازمی نتیجہ نکلا کر جو جذبہ سے اٹھائی ہوئی یہ تمام تحریکیں ناکام ہو گئیں  
 وقت کو توڑنے والوں اور بطلان دین سے غیر فطری رشتہ جو شریعت کی آکھیں میں  
 • مہندہ اکثریت کے دیاؤ ، اوگاندھی جی کے مشائے پروردگار دین کو توڑ کر  
 کو متروک قرار دیا ، اولان سے مل کر ایک قوی نظریہ کی بنیاد رکھی مسلمانوں کے ملی انھیں کو  
 ایمان والوں کو اعتقاد تیار کیجیوں کے حوالے کر دیا ۔

• مسلمانوں کے ملی اور قومی اور قومی مسائل پر ہوا اور قومی پاکستان کی تحریک  
 حضرت اخوند خانی سے افرات فر کے جنڈل سے مل گئے ، تمام پاکستان اور مسلمان  
 شدید ترین مخالفت کی کہ پاکستان بننے ہی "تحریک پاکستان کے" پیرو نظر آئے گے  
 پیوندی حبیب احمد اور منشست علما  
 • مگر ایک یہی حقیقت ہے کہ ہر انسان فطرۃً تاریخ سے دلچسپی رکھتا ہے ، اس  
 وصال بلکہ مستقبل سے بھی دلچسپی ہوتی ہے ، اپنے گرد و پیش دنیا پر جوئے احوال و واقعات  
 بننے کی کوشش کرتا ہے ۔

"ورہ کون ہیں جانا کہ تاریخ ایک ایسا آئینہ ہے جسکے سامنے آنے کے بعد کوئی شخص  
 جہر سے کہ حسن و قبح کو نہیں چھوڑا اس مسئلہ میں بجائے اس کے کہ خود کو چھوڑ کر اس  
 دہریہ حبیب احمد صاحب کا کتاب "تحریک پاکستان اور منشست علما کے اقتباس  
 دنیا کی زیادہ مناسب کہتے ہوں ۔

تاریخ کیا ہے ؟ یہ عجیب و دو صافی طواری ہے یہ واقعت و مخالفت اور عاقبت و ماحصل  
 کے کردار کے نام پہلوؤں کو نگاہ اور ہمارا جو سامنے لاتی ہے ، اگر کسی قوم کے پاس اسکی  
 میں تاریخ موجود ہو تو وہ قوم اپنے ماضی کے تجربات کے آئینہ میں اپنے حال کو درخشندہ

دن کو تازہ بنا سکتی ہے ، لیکن اگر تاریخ غلط ہے تو وہ غلط فہمیوں کی ایسی لندہ بنا  
 میں گھری رہتی ہے جس سے اس کا ٹھکانا مل جاتا ہے ۔  
 اور کوئی بھی بلور نہ کوئی تاریخ ہو کہ پھیل چکی ہو جس میں ہمارے چوٹی کے مذہبی پیشوا  
 کے مکمل بھی کیے گئے ہیں اور یہ سب کچھ وار دھا آ کر ہم کے ہمارا دین اور امت  
 کے پند و قول کی منشست فوج کا ہر لکھ دستہ بیکر سر عام مگایا ، .... واقعات  
 کی کہ یہ دلاور مگر خود نفسی کسی ہی غیر پسندیدہ کیوں نہ ہو میرا حال ہمارا تاریخ  
 دلی و مستقل کا جو تباہیگر باب ہے ۔

مقدمین نے خیرول کے اغا سے پڑھوہ قوربت کے نام پر ایک نیا سونات تعمیر  
 اور تحریک پاکستان کے خلاف اسی ہی بت کی پرستش میں اسلام ٹکڑی .... تاریخ  
 عدالت جسے دی ہے کھلا راقبال اور ملا حسین احمد کی کے ، میں یہی مگر کوئی د  
 میں رد ہوا ، خود ہمارے گھر کے بیتر و دستار میں بیٹے ہوئے ، مذہبی حبیب امام  
 بعد اور شیخ عبداللہ کے مقابل میں حق و نہ انجمنش بنا کر کھڑے کئے تھے ۔ کیا آج  
 ماری حق پس یہ قصور ہی کہ کہتی ہے کہ مسلمانوں کیسے جس جوا کا نہ ملک کے حصول و  
 ایمان کی جنگ لڑی جا رہی تھی اسکی سبب زیادہ مخالفت خود مسلمان اور اس کے مذہبی  
 اہلکار و اہل کی طرف سے ہوئی لیکن اس تلخ اور لانا ک حقیقت سے کون انکار کر  
 سکتا ہے کہ ایسا ہوا اور درد و شمن میں ہوا !

و کیا ہے کہ ان قوتوں کے ضد و خال بھی نمایاں اور واضح کریں جو پر غریب او اولوں ،  
 مفوہ طراز ہیں اور اسلام کے متقد زین نقاب اوڑھ کر ملت کی نشاۃ ثانیہ کی  
 مخالفت میں پیش پیش رہے ۔

جس معلوم ہے کہ ان کے نام کوام کے تذکرہ سے ماضی گزیدہ اور شخصیتیں ملازم و برہم  
 ہو گئی ، انھیں جان لینا چاہیے کہ تاریخ نے ان کو کس کی کوساں کیا ہے نہ فراموش !  
 راہدہ ہے کہ ہماری نو فرسٹسٹیں اور آئینہ آواز ماناں اس بات کا شدت سے منتظر ہے  
 کہ ان حقائق کو واقعت کو اٹھا اور دیکھا کر سامنے لایا جائے ، جن سے تحریک

## پیش قدم کا قرعہ عظیم

اس دردناک نظر اندازی کا شکار ہوتے ہیں یہیں یکے  
ہر اس عالمِ اہل علم اور اہل حکم کو ہے جس میں ذرا بھی انصاف  
کی خواہش ہے۔ چنانچہ جناب رئیس احمد جعفری اپنی سرگزشت کا تصنیف "دہرادشاہ خاں  
بہار میں تحریر فرماتے ہیں۔

امرا و فضل علیہ الرحمہ کی شخصیت، اہمیت کرواں اور علم و فضل پر ضرورت تھی  
ایک مستقل کتاب لکھی جانی لیکن وہ ایک دورِ فراموشی قوم کے فروخت تھے۔ فراموش  
اٹنے لگے اور کچھ دنوں کے بعد لوگ حیرت سے دریافت کرینگے۔ یہ کیوں بھٹک گئے  
دہرادشاہ خاں (دولت کا محضہ) رئیس احمد جعفری

حقیقت یہ ہے کہ اس عظیم المرتبت لوگوں کی کردار کشی ایک عجیب و غریب سادگی کے تحت کی گئی  
بہرہ بین جنگ آزادی کے ہر وہاہ کی طرح چمکتے دیکھتے پھروں پس طرح لوگوں نے اپنے دلی  
سہم میں ہی اس کا اندازہ لیا تھا۔ اور اب ایک عظیم عرصہ گزر جانے کے بعد اس  
کارنامہ نامن نظر آتا ہے۔

نظرِ غزل اس سلسلے میں جناب جعفری فرماتے ہیں۔

لیکن اس سلسلے میں جو چیز طبیعت کی سادہ نظر اندازی کی ہے وہ ہے جاہدین کا ذکر۔  
و کلا اللہ کہنے اپنی تاریخ میں "میں نے "مٹا شہ" قرار دیا ہے۔ ڈیڑھ تدریجاً احمد نے،  
سرحد نے اور دوسرے بزرگانِ ملت نے جو لکھا ہے اس سے عاف معلوم ہوتا ہے  
ایہ حضرت یا تو ان جاہدین کے جو دسے ناواقف تھے یا اگر واقف تھے تو نہ صرف  
کہ انھیں اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ کہ جبہ اور دربار اور علم کا استحضار کرتے  
ہے تھے۔ انکے انداز میں اتنی بے حد غیرت اور پروا و اہمیت ہے کہ اُسے دیکھکر  
تعب ہوتا ہے۔ لیکن خود ان لوگوں نے اور انکے آدیان ولی نعمت یعنی انگریزوں نے  
رستہ دوزی جو ت کو سنانے رکھ کر جو حالات لکھے ہیں وہ واقعات قلمبند کرنے میں کتنا  
بہرہ ریزہ اور غیر یکساں تھے۔ انھیں پیش نظر رکھتے تو انکے خلفائے اور سادہ انداز غیر مہذب  
اور ناشائستہ الفاظ و لہجہ کے باوجود بین السطور ان جاہدین کا روشن بلند و بزرگ

پاکستانی کو دوچار ہونا پڑا۔ اور اسلام کے ان منافقوں اور غداروں کو بے نقاب کر  
سکتے تھے۔ جو کائنات صری فلسفہ کے تئید اور حمایتی بن گئے۔ پاکستان  
کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔

دہرادشاہ خاں پاکستان اور دنیا بھر کے علماء و چوہدری حبیب اللہ  
الاصل۔ اس کتاب میں علامتہ حق (علامتہ اہلسنت) پر مارواڑیہ کئے گئے ہیں  
جائزہ بیالیس ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کے انصافوں کا بھی ذکر ہے جو ہر تدارک  
علامتہ حق پر روا رکھی ہیں۔

## اہل قلم کی بے انصافیاں

اہلِ حریت غصہ اور اس کے تادیب و مجاہد  
جس میں ہر انصاف نظر ہے ہے کہ یہ لوگ لٹے اور  
تھے کہ تاریخ میں ان کے نام نہ رہے صرف ان کے نام جانے تھے مگر ان کے دور کا  
نگار حضرت نے ان کے ذکر میں نہ صرف یہ کہ حضرت بے احتیاطی کی ہیں نہ ہتھکنڈہ ہوتے  
ہیں جو تھے ہیں۔ اس باب میں بیانات و لاغز تردید کی جا سکتی ہے کہ وہ مذکورہ  
جنسین و خادار صوبہ ہریک جیت سے مسترد کی ان لوگوں کی تاریخوں میں تحریر و قلم کی  
حاصل نہیں بجا نہیں ہے کہ یہ تہذیب نظامانہ انداز میں کردار کشی کی ہے۔ بلکہ تاریخ  
ایسا لگتا تھا کہ وہ دل آزار قلم کی کتاب ہے کہ اب اسکا اثر نامن نہیں تو خواہ ضرور  
ان حضرات نے اوقاتِ جہاد و حریت کے جاہدوں کا ذکر نہیں کیا ہے اور انھیں  
نام لکھی گئے تو ان کے تدار استحضار و احتکات سے کام لیا گیا ہے کہ اس کے پڑھنے سے دل  
ہیں اور انھیں شکایا جو جان ہیں۔ اور انہیں تحقیق دیکھا جائے تو قلم ایسے لوگوں کے  
نظر آتے ہیں جن میں ہر دورہ مرکب کہ جائے تو کچھ غلط بات نہ ہوگی۔ جو اپنی ماضی تہذیب  
کے باوجود غدار اور جاہدوں کی کتاب سے تے آلودہ نظر آتے ہیں

جاہدوں کی ان جوش و شگفتگیوں کے باوجود جو سہ یقین کیسا تھا کہ پاکستان ہے کہ  
وہ نہیں جب صداقت کی روشنی پسلی ہے اور خدا و جہاد کے جوہر درتہ گھر بدل و خدا و خدا  
و دیگر فرق کو تار و پسیں و دھک کھینکتے۔ اور ملت کی خود ساختہ بلندیاں اور ذریعہ ہرجا میں گ



دشک کردار صاف جھلک نظر آتا ہے جیسے چھ تواریات میں کل ایک مہار  
جیسے گھنے بادلوں کی اوٹ سے سورج چھانکنا ہے جیسے مایوسوں کے  
کوئی کرن چھوٹتی ہے۔

بہادر شاہ ظفر اور انکا عہد ص ۵۵۵

## تذکرہ نویسوں کی چشم پوشی

اب باب میں جناب مفتی انعام اللہ  
خواجہ بھی دیکھتے ہیں تحریر فرما

ہندوستان کی سیاسی تحریک میں علامہ کابچہ شاد کا مقام اور جذبہ وطن  
منظاہر ہے اسکی مثال کسی دوسری جگہ نہیں ملتی البتہ انڈیا کے اقتدار کا  
کے خلاف جیسے پہلے ملوہی کی آواز مخالف یعنی انھیں علامہ کابچہ شاد شخص جو مہر  
عمل میں آیا احمد شاہ ممد علی تھا اسکے چہرہ اکثر شاد ملتا ہے جو کی  
و تدبیر، اضعیف و نالیت میں لگے ہوئے تھے تو دوسری طرف سیاست میں  
لے لیے تھے۔ ان میں نمایاں شخصیت مولانا ام بخش جہاں کی خیر مولانا  
خیر آبادی مفتی محمد علی دین آزادہ نواب شیفہ، مولوی غلام اللہ کچھری، میر  
آبادی تھے۔ مگر انہوں نے ان بزرگوں کے سیاسی حالات تذکرہ نویسوں نے نہیں  
(عہد کے چند طبقات مفتی انعام اللہ شاہی)

## جوش و ہا بیت

اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ ان بزرگوں کی کارنامی  
اختلاف کو بہت بڑا دخل تھا۔ چنانچہ جناب رئیس احمد صاحب

ملا پر بطور وضاحت ان جانور مصنفین کی صورتیں کے عہد دور و دور کا ذکر کرتے ہیں  
مولانا جعفر قاضی شری کے سب کچھ لکھا ہے لیکن دھواؤں زندان کے ذکر سے  
گور کیا ہے حالانکہ اس دور میں چوٹی کے مسلمان انکے ساتھ کائے پانی میں  
زندگی بسرے استقلال و وقار کا ساتھ بسر کرتے تھے۔ حق بات یہ ہے کہ  
پرورد آقا اور تحریکِ جاہلیت کا جو اس قدر نمایاں اور قہر کا وہ پٹا پارسی  
کے عوام کی اور چہرہ کا ذکر کا نالپ نہیں کرتے تھے (بہادر شاہ ظفر اور انکا عہد ص ۵۵۵)

جسے کہ جہاں انانیت اور خود غرضی، تعصب و تنگ نظری کا یہ عالم ہو۔ اور جس کو  
اس میں انتہا کو پہنچ کر جہاں سے اور انکے عقائد کے کسی مودعا دینا تدریجی کیا تو  
چنانچہ جناب رئیس ہی فسوساتے ہیں۔

میں نے موصوف کا نام "رنا محمود" اس طرح شمس العلماء مفتی ذکاء اللہ  
خدا کو "کم نجت خد سے نام انامی اہم گم گری سے" یاد کرتے ہیں لیکن یہ قبول  
میں جھک کر کے ان کا غایب نگاہ کے قبول کو جس نام سے ہی یاد کرونگا اب قبول  
(بہادر شاہ ظفر اور انکا عہد ص ۵۵۵)

عہد انڈیا تحریر جناب رئیس احمد صاحب جعفری نے ان صاحبانِ عفت و علم کے  
ان عہد انڈیا کی ایک توجیہ بھی فرمائی ہے جس سے کم از کم یہ ناچیز

میں کہتا۔ جناب رئیس فسوساتے ہیں۔  
میں خال اور مولانا خیر آبادی کے احوال و سوانح، واقعات و حوادث کا رونا  
اور سرسریوں کی تفصیل معلوم کرنا آسان نہ تھا۔ ان کا ذکر عام دہشت اور سرسریوں کے  
باعث آئے مولانا اور شاد خاں بھی ڈر ڈر کر اور چہا کہہ رہے تھے۔  
اج ہما خاں نہیں کہہ سکے کہ مولانا کو کسی کتا سوار فرما تھا اور ان شخصیتوں کا تذکرہ  
میں نے اس انقلابی تحریک میں مولانا و جعفری قاضی صاحبان سے ملتا ہوا تھا اور ان کی  
کی مذکورہ دماغی بہت زیادہ بڑھ چکی تھی۔ اور انڈیا کی بات پر انہوں نے معمولی شیعہ  
پروردہ کو کسی باشعور شروع کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا یہ کام نہیں کر سکتا  
اور ان کا یہی تھا جس سے تو ملاقات اور ملاقات انڈیا میں۔

کتاب مذکور ص ۵۵۵

اس حقیقت سے آنکھ نہیں کیا جاسکتا کہ جنگ آزادی کے اس خوش چکا دور میں عظمت کے ان  
سواروں کا ذکر صاحبِ وقام کا ایک مہار توڑ سکتا تھا۔

مگر یہی بات میں دینا آزادی کی عظمت و بڑائی کا نشانہ بن جاتی ہے۔ جیسے ذکرے ستمی  
میں ان کی حقیقتیں۔ جیسے نام سے گھول کے مزاج برہم ہو جاتے تھے۔ جن کی قد آور شخصیتوں کے



اور اب آپ دیکھیں گے انکے شیخ الاسلام کس قسم کے شیخ تھے۔ اور بھی ملا خط لکھا  
 اگر بڑوں کا منور اور خواہ کون تھا۔ (دیکھیں گول کے ساتھ انگریزوں کا گڑھی چھپتی تھی)  
 لوگ ہیں جنکے آباد اہلداد (یعنی سیدھا بری، سوئی اسمیل، دہری وغیرہ وغیرہ) نے  
 پتھرنگریزوں کو توجہ دی اور انھیں کے سببیں و متعلدین نے تمام پاکستان کی عورت مسلمانوں  
 توجہ دی تھی۔ ہنجرے کا تہا ہے کہ صومالیہ میں ان دول میں ترکان کی دکان پر کام کرنا  
 ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو دل آجاتا تھا اور توڑی، ٹاڈی، عربی زبانوں میں  
 تھا وہ ایک اونچا اڑتھو لا ایک جاہ طلب اور نہایت غصیلو انسان تھا۔ ... شیخ محمد  
 حنفی، مشافعی، حنبلی، مالکی، مکتبہ کی کوئی خاص جامعیت نہ تھی وہ نہایت  
 جو کہ ترکان کی کدیاسے میں ہی ہمارے لئے کافی ہے (ہنجرے کے اقربان)  
 انگریزوں کے مقاصد کی گیس کیلئے مناسب شخصیت۔ احمد بن عبداللہ سے مل  
 ملاقات کے ایک سلسلہ کے بعد میں اس غیر ہنسپا کر برطانوی حکومت کے مقاصد کو عملی  
 کیلئے یہ شخص بہت مناسب دکھائی دیتا ہے۔ اسکی اونچا اڑنے کی خواہش، جاہ طلبی، غزو  
 و شائع اسلام سے اسکی دشمنی اس حد تک زورمیری کہ خلفاء راشدین بھی اسکی تنقید کا نشانہ بنیں  
 عقیقت کے سراسر خلاف قرآن و حدیث سے استنادہ اسکی کمزوریاں تھیں جس سے بڑی  
 سے نامور تھا یا جاسکتا ہے۔ ... شیخ محمد بن عبداللہ ابوسفیف کی تحریک کرتا تھا اور اسے  
 اعتبار رکھتا تھا۔ محمد کا تھیں ابوسفیف سے زیادہ جانتا چل اسکا دعوی تھا کہ نصف  
 باسکل چل اور میرہو ہے۔ (اعترافات ص ۵۷)

ابن عبداللہ ابوسفیف کی متعباری الہ عجیب بات یہ ہے کہ ابن عبداللہ ابوسفیف نے شیخ الاسلام  
 کہتے ہوئے۔ کہو گول کی زبان میں نہیں شکست ایک برطانوی جاسوس سے بار بار علمی مباحثہ  
 لکھا جاتا ہے اور دست پر اسی ہی نہیں ہوتا جو اسکا علمی مقام ہو گا کہ ہے۔ اب یہاں اسکے  
 کیا کہا جاسکتا ہے کچھ گرد و غبار نہایت بڑی۔ ہنجرے کا تھ ہے کہ  
 جب شیخ متعباری نے پراختیا ہو گیا تو اس کا شکوکہ توڑا بعد میں اس پر قدامت لکھائی  
 پس گیا اور انگلستان کے نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کے خطوط سے بصورت مصلحت

میں اور مسلم بھائیوں کو کہہ رہی وہی پراختیا تھی۔ میں نے اس سے تمام واقعات جان کے  
 دیکھیں تو میں نے اس کا عین تمام لکھا اور کہا کہ میں شیخ کو میرا اسکے پاس آؤں گا۔ مقصود دن  
 کو کہیں کوئٹہ کے گھر پہنچا ہم دونوں کے سوا وہاں اور کوئی نہیں تھا محمد نے ایک اشرفی  
 ہنجرے کیلئے مہینہ سے عین کہ ہنجرے کے مین باہر اور صفیہ اہلبے محمد بن عبداللہ کو اپنے  
 اور گول کیلئے تیار کر کے تھے صفیہ نے اسکا دین کی پامانی اور آزادی دے کر پکچھت غزو  
 یا تھا۔ (ہنجرے کے اعترافات ص ۵۸)

عبداللہ کی شراب نوشی۔ یہ یہاں شراب کے بارے میں بھی ہنجرے اور کچھ گول کے شیخ  
 احمد ہنجرے دہری بااخرین عبداللہ ابوسفیف پانی ملا کر شراب پینے کی طلت پر لایا ہو گیا ہنجرے  
 میں نے شراب سے متعلق گفتگو کو ہنجرے کے گوش گذار اور اسے تاکید کی کہ موقع ملتے ہی محمد کو  
 اور صفیہ جو اسکے شراب پلاؤ۔ دوسرے دن صفیہ نے مجھے اطلاع دی کہ اس نے شیخ کیساتھ  
 اب نوشی کی یہاں تک کہ وہ آپ سے باہر ہو گیا اور پچھتے چلانے لگا۔ رات کی آخری گھڑی  
 میں نے اس سے معاہدہ کی کہ وہ اب اس پر توجہ کا عالم طاری ہے اور چہرے کی کب قیام  
 ہے خاصہ کام پر کہیں اور غیر پوری طرح محمد پچھتے تھے۔ اس منزل پر مجھے تو بہا دیا  
 دیکر کہ وہ منبری بات یاد آتی جو اس نے مجھے اوداع کیے وقت بھی تھا میں نے کہا تھا ہم نے  
 اور درمیان میں مسلمان ہیں) اسے شراب اور جوئے کے خدیشے و بارہ ماہ مل گیا اب انھیں طاقتوں  
 دوسرے علاقوں کو بھی پادری کساتھ لےنا ہے۔ کتاب مذکور ص ۵۹

اب کی نماز بھی گئی۔ اور وہ دہری روکی اسیت متعباری تارک المصداق متعباری شیخ الاسلام ہنجرے  
 باز رہی نہ ناکاری کا جو پچھت نکلتا تھا وہ محل کے راجہ پچھت ہنجرے کا ہے جسکا نتیجہ یہ  
 نہ تارکی پاندی چھوٹ گیا اب وہ بھی نماز پڑھتا اور کبھی نہ پڑھتا خاص طور سے صبح کی نماز  
 نہ ترک کی کردی تھی صلا

ہنجرے کا تھا ہے میں نجف اشرف اور کربلا وغیرہ سے جب بعض ہنسپا تو وہ ترک جانے پر بلند  
 اور اس شہر کے بارے میں معلومات کرے میں نے پڑی سمجھی ہے اسے اس سفر سے باز رکھا  
 کہ وہ بے کرم ہوں جا کر کوئی ایسی سیدی بات نہ کویشو میں سے تم کہو اور ادا کا اہم باہر ہو

اور تیار خوں یا مگن ہمارے، لیکن سچی بات یہ تھی کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہاں ہمارے  
 سے کوئی رابطہ قائم کرے کیونکہ اس میں اس بات کا خطرہ تھا کہ میں وہ لوگ اپنی فکر  
 دوبارہ اسے اپنے خیال میں نہ پھانسی میں لیں (۵)

بالآخر مجھ سے ابن عبدالوہاب کو مصفا جانے پر راضی کر لیا اور اس کے ساتھ  
 ایک گھوڑا بھی دیا۔ اس کے ساتھ ہی حیدر علی کے پھر بعد مصفا جانے کی اطلاع اس کے نزدیک  
 سے متحرک، شیراز کے سفر میں وہ اس کے ساتھ تھے سچی بلکہ عبدالکریم جو ایک بڑا فوجی جاسوس  
 ساتھ لکھا تھا شیراز میں عبدالکریم نے شیخ کیلئے قصے بھی زیادہ خوبصورت لائے  
 تھا۔ اور وہ شیراز کے ایک یہودی تاجران کی حین و قیل و دل تھی جس کا نام آسیہ تھا  
 انگریزوں کا مناسب ترین ایجنٹ ابن عبدالوہاب نے مجھ سے کہتا ہے کہ رخصتہ

دوڑت اس کے ہم سفر تھا اس نے بڑی شدت سے تاکید کی تھی کہ میں محمد کو ایک مسلم  
 تحت ان امور سے آگاہ کروں جن میں اس نے جملہ کو اسے ہمارے لئے انجام دینا ہے وہ ہمارا  
 اور اس کے روبرو تھا کہ ظلم برطانیہ کیلئے میری تمام خدمات شیخ محمد جیسے شخص کی جیتو اور اس  
 نام کرنے کے مقابل میں پارسنگ بھی نہیں منہ) پھر کچھ آگے چل کر مجھ سے کہتا ہے کہ  
 صرف اس مقدس جگہ کے مخالفین عبدالوہاب کو ختم کرنے کے لئے اس کے خلاف بڑا کام  
 دیکھو سچی کو اس بات کے یقین ہو چکا تھا کہ میں ابن عبدالوہاب قابلِ خبر و سزا اور فو آری

کی وزارت کے پروگراموں کو رد و قبول کرنے کیلئے مناسب ترین آدمی ہے، اس کے بعد کہ وہ  
 گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہ انہیں محمد کیساتھ بائبل داؤد دو ٹوک الفاظ میں گفتگو  
 کیلئے ہمارے مخالفین میں اس سے بڑی محارت کیساتھ پہلے ہی گفتگو کر چکے ہیں  
 باتوں کو ان کی جگہ، مگر اس شخص کیساتھ کہ اسے دشمنی حکومت کے مقامی علماء اور

لوگوں کے افسانوں پر آئے خطرات سے بچایا جائے، اور اس کی حمایت اور تحفظ کا بھی رونا  
 ... حکومت برطانیہ نے شیخ محمد ابن عبدالوہاب کو اسلئے سے اسی طرح یس کرنے کے بعد  
 کے نوٹ پر ایسی مدد کی تاکید کی تھی اور شیخ کی مرضی کے مطابق جزیرہ العرب میں واقع کہ  
 شریب مائے کو اس کی نیکیت کا پورا مقام قرار دیا تھا (۶)

ابن عبدالوہاب کیساتھ اشتراک عمل پر امریکا، مشرق وسطیٰ اور ہندوستان کے انتہائی دور تک  
 سفر ہے۔ جزیرہ العرب خولان سے لبریز ہو گیا اور وزارت و تقاریر ہمالیا کر دیے گئے  
 بڑگان دین نے بہت بڑی کیساتھ بیان کیا ہے۔ اور پھر نے اپنی اسی کتاب پاک و ہند کی چند  
 اسلامی تحریکیں اور علماء نے حق میں کافی دھمک ان مسائل کی وضاحت کی ہے۔

## جہاد اور جہادی

جناب سید محمد ربیوی اور ان کی تحریک جہاد فورسز کے جہادین کے پاس میں جہاد  
وہاغات کا تعلق ہے ان میں حقائق کم اور افسانے زیادہ ہیں۔ ان جہادی شخصیات پر جو  
مقالے اور کتابیں لکھی گئیں اور کسی جہادی میں لکے بغیر وہاغات کو زبیر داستان  
نہیں کہا جاسکتا۔

آج اس دور میں جب پروگنڈے اور فزوشاعت کے زور پر جناب مودودی  
قیام پاکستان میں قائد اعظم کے شریک سفر کرنا کہتے ہیں، اور ان کی جاعت پاکستان کی  
بڑی جماعت کہلا سکتی ہے۔ اور اس پاکستان میں جہاد کی سخت ترین مخالفت کر رہا  
محمد مجیب کو گول کیے "پاکستان کے قائد اعظم مفتی اعظم مفتی اعظم" کے لئے لگ گئے  
اور جناب حسین احمد مدنی جیسے پاکستان دشمن لوگوں کیے پاکستانی ادارہ نشریات سے  
مکمل ہوسکتی ہے۔ اور اس میں پاک کا انک پانی کھانچ کر روشن مستقبل جیسی گراہ کی  
شائع کیا کہیں کسی۔ تو کیا کہیں ہو سکتا۔

## پروگنڈے کی خوفناک کہانی محمد علی قصوری کی زبانی

پڑھئے لکھئے دو  
مولانا محمد علی  
فخر صورت شخصیت نہیں ہیں سووی ہوئے کسبہ سادہ وہ کیمبرج کے تعلیم یافتہ تھے۔ سادہ  
تھے۔ اور خود لکھ کے جہادین میں شامل تھے اسلئے ان کی جہادی بات بڑی حد تک وقعت دار  
ہوتی ہے۔ پروگنڈے کی کہانی ان کی کتاب مشاہدات کالی ویاغستان میں ص ۱۹۱ سے ص ۱۹۲ تک  
دہی ہے جسے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں اور انداز لکھ کر یہ دینی اور مذہبی لوگ اس باب  
کی کہانیاں لک جاسکتے ہیں۔

مولانا محمد علی جہادین کا کمزور مرد ہو چکا تھا مگر ان کے پروگنڈہ کا نظام ان کی تک بہت وسیع اور  
تھا جہادین نے خدا کرہ سے سامنے سالانہ جنسی کتاب و صنعت کسبہ شوق عشق پر تھا اس  
پروگنڈہ کا آسانی کے ساتھ ہوتے تھے ص ۱۹۱

جہادین کے کیمبرج میں نے شروع سے جماعت کے قیام وبقا کیے ایسا نظم سسٹم  
سار کا کر ڈیڑل کا شند اور خدا کے مہدیا سے ہی اس نظام کو توڑنے کے چہا چہا  
جہادین مختلف ادارے تھے جو دنیا قریبی مشاغل میں تنہا تھے اور مردوں کے  
جہادین اور اداروں کے ذریعہ کافی رقم جمع کرتے تھے۔ اس رقم کا ایک معتد بہ حصہ  
جہادین اور امیر اہل دین کے پاس جہاد کیسے پہنچ جاتا تھا ص ۱۹۱۔

عجب یہ ہے کہ باوجود اس قدر میں اور بے غرض ہونے کے وہ جماعت کیے  
حیرت انگیز جھوٹا پروگنڈہ کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انسان انسان کا پتلا  
بے نقاد میں نے کٹر بہترین کیونکہ در کروں میں بھی رکھا ہے۔  
اور مجھے حیرت ہوئی ہے ایک بے غرض اشیاء کا پتلا میں دریا سندھ غصے کی طرح  
تاعت کیے تھے وہ بے یقین جھوٹا پروگنڈہ کرنے سے نہیں جھجکتا بلکہ اس میں ثواب  
سمجھ کر کرتا ہے ص ۱۹۱

(مشاہدات کالی ویاغستان از ص ۱۹۱ تا ص ۱۹۲)

انکے جہادی ان لوگوں کے غلط پروگنڈوں کی بابت بہت کچھ لکھا ہے۔ مثلاً یہی کہ میرا نام ہے  
دستان پر فوری حملے متعلق برا غلط پروگنڈہ کرتے تھے اور غریب جہاد کے چندہ جمع  
تھے۔ ان حضرات کی بلکہ یہی عادت اب بھی ہے دوسرے لوگوں کے خلعت  
کسوں کو غلط پروگنڈہ کرتے ہیں اور حال بھر چندہ جمع کرتے رہتے ہیں۔

بہر صورت جو روڈ پاکستان کا دشمن اولیٰ تھا انکے جہادین کے مسئلے میں لاہور کا اسٹیشن  
میرا جاسکتا ہے۔ (بیکار کی صلاوت میں انداز کا دہی نے) کی خصوصی شیعین جہادی جاسکتی ہیں۔  
بہر خاص اجازت نامے مرحمت فرمائے جاسکتے ہیں و فیروزہ اگر گوتم ذہاں سوز  
یہاں تک کہ پروغیب عبدالقیوم صاحب نے اپنے مضمون "تعمید و احیا سے ملت"  
میں تو گویا مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلی کو پاکستان کا پہلا معوق قرار دیا ہے۔ فہرست میں

محمد بن امام عبدالوہاب کی کامیابی نے شاہ اسماعیل کی محبت و برکت اور دینی برعادت  
میدان جنگ منتخب ہوا قرآن ذہاں بلا کرٹ کے نام نکلا چند دستان میر کے جہادین

وہاں حج ہونے لگے اور اپنے آباؤ اجداد کے خیالات کے مطابق شاہ اسماعیل  
 میں وہ پاکستان کے لیے غلاف اسلام کے بنیاد رکھنا چاہتے تھے۔  
 (ذرائع استیعاض حق صفحہ ۱۰۷) (شاہ اسماعیل شہیدؒ)  
 حالانکہ علامہ نے دیوبند کیمپس پر کوشش کر رہی ہے کہ وہاں نئی مسجد بنائی جائے اور شاہ اسماعیلؒ  
 کے لیے جگہ دی جائے۔

اس وقت نے اپنے اسلاف کی، اصحاب عرب نے اپنے اکابر کی، سلامتہ نے اپنے ساتھ  
 کے لیے جس کی وجہ سے ان حضرات کی تحریریں مفید اور ناقابل قبول ہو جاتی ہیں۔  
 کے متعلقین نے تحریک جہاد کے باب میں جہاں جہاد کی تکذیب کی ہے۔ وہیں  
 جہاد کو مطلوب و تقاضی نہیں، بلکہ ایسا بے دستاویز بات اور ایسے مکتوبات پر مبنی ہے جہاں تک  
 حقائق و تقریریں ناممکن ہے۔

بہر صورت ان حضرات کی پیش قدمی کا یہی حال رہا تو مغربی آپ ان کو مضبوط  
 کہتے ہوئے یا شیعہ کہ پاکستان بنایا ہی میرا صاحب اور شاہ اسماعیل نے تھا پھر آپ  
 کے سر پر تو کوارنگ لگا رہا ہے۔ آپ کا سینہ تو بھگتوں کی گولیوں کے سامنے ہے۔  
 بالکل اسی طرح جس طرح تقریر پاکستان کا جھنڈا لگا دیا گیا تھا اور اور یہ ہے شیعہ کہ  
 نے ملے لوگ نہایت مہربان کیسے تقریر پاکستان کی یا مالی کا تار شدہ دیکھ رہے  
 مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی اور سید احمد صاحب بریلوی کے متبعین و مخالفین  
 پاکستان کے ہاتھ میں کسی سے پوشیدہ نہیں، ہر تاریخ دان یہ جانتا ہے کہ اس قسم  
 کے کھینے والوں نے مسلمانوں پر فرنگیوں کو ترجیح دی تھی۔ اور غرض ہے وہ بے ہمت مسلمان  
 خلق کو ترجیح دی ہے۔ پہلے دہلی کی مسلمان مکر و حکومت کو مضبوط کرنا خلاف شریعت  
 تھا۔ اور بعد میں اسلامی حکومت کا قیام و استقلال اس سے کہیں زیادہ غلط اور نادر  
 کیا تھا۔ جو یہ بزرگان دینا و ملت سوچتے اور کرتے تھے!

**پابائیں** یہاں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ اگرچہ جتنے بھی سید صاحب  
 کے مؤرخین گذشتہ ہیں تقریریں جیسوں نے سید صاحب کا علمی کم ہنگامی اور  
 میں علم و تحقیق کا اثر اور کیل ہے۔ جناب شیخ اکرام کہتے ہیں۔  
 سید صاحب ۱۹۴۹ء کو میرٹھ کے دورانے بریلی میں پیدا ہوئے ان کی ابتدائی زندگی  
 وہ راز میں ہے لیکن رانا معلوم ہے کہ قیام طفلی میں تحصیل علم سے آگے نہ بڑھتے  
 رہے اور مکتب میں تین چار سال گذر گئے ان کے بعد قرآن مجید کی چند سورتوں کے سوا  
 کچھ یاد نہ رہا۔

(مروج کوثر صفحہ ۱۵)  
 جہاں آپ دہلی تشریف لے گئے حضرت شاہ عبدالغفار صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت  
 میں ہوئے۔ انھوں نے شاہ عبدالغفار صاحب کے پاس بھیج دیا۔  
 وہاں آپ نے کچھ عرصہ صرف و ذکر میں گزارا اور پھر جیو مطالعہ  
 کیا۔ لیکن پڑھنے کیلئے میں کوئی نمایاں ترقی نہ کی  
 (حوالہ منقولہ)

**مادرات** دوسرے مسائل کی طرح اس مسئلہ جہاد میں بھی ان حضرات کے خیالات  
 احوال و واقعات میں اتنا بے دست و پائی اور تضاد پایا جاتا ہے کہ کوئی اس  
 کی ذمہ داری نہیں مہلتا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حتیٰ گو یہ مؤرخین حضرت آجیکہ یہ فیصلہ  
 کر کے کہ سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کے جہاد کا درجہ کدھر تھا۔  
 اور یہ جہاد انگریزوں سے تھا یا سکھوں سے یا مہاراجہ کی طرف سے یا بلوچوں سے یا  
 دہلی اور انگریزوں سے پہلے جہاد کو کب لے دینا کیوں ضروری تھا؟  
 یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس مسئلے کے بہت سے اہم مسائل میں بعد والوں

جناب ابوالحسن علی نقوی کہتے ہیں

جناب آپ کی عمر سال کی ہوئی تو قرآن کے دستور کے مطابق آپ مکتب  
 لیکن لوگوں نے تعجب سے دیکھا کہ آپ کی طبیعت خاندان کے اور لوگوں  
 علم و کثافت علم کی طرف راغب نہیں اور آپ پڑھنے پڑھانے کی عیادت  
 کرتے۔ تین سال مکتب میں گذر گئے اور بلا جو دامتہا کی توجہ و شفقت  
 کی نیکدہ فہمائش کے صوف قرآن مجید کی چند سوئیں یاد ہو سکیں اور مقررہ  
 لکھنا سکھ گئے۔

سیرت سید احمد شہید رحمہ اللہ

ادواب قرآن سیرت کی بھی سنئے۔

گیا کہ پہلے مصر جو خاصہ انداز ہے مگر یہ بھی بزرگ سید کو تین دن میں یاد  
 اس پر بھی کسی کریمہ حاصل گئے تو کبھی سر جہاں کو بولے سے ٹھکریا... میان سی  
 نے بہتر اس پر کیا اور مقررہ کی بزرگ سید کے کان پر بھی نہیں دینا

(حیات طیبہ ج ۲ ص ۲۳۲)

مگر مسلمانوں کا روش مستقبل کے عظیم مصنف جناب سید طیف سنکوری ایک اور ہی رہا  
 سنا ہے ہیں۔

امام حسین کا عزم و خیر نیری

امام حسین کے لئے مولوی اسماعیل کے وراثت عثمانی  
 نظر آئے تھے۔ ان کے عزم و خیر کے بقیل وہ کھلی اور تنگی  
 کے مگر سید صاحب کی مصلحت اندیشی آڑے آئی تھی۔ یا یوں کہیں کہ سید صاحب کی فوج  
 کے کوئے تھی کہ وہ سید صاحب کو کھلے عزم کو کھلی جاب نہیں پہنا سکتے تھے  
 اس میں مشکوری کہتے ہیں۔

تقریب ہے کہ جماعت مختلف اور متضاد گروہوں سے مرکب تھی جن میں خود کہنے میں  
 وامت الامم سالی شہ ان میں سے ایک گروہ کے سربراہ مولوی محمد علی اور مولوی کلاشلی  
 ہو چکی تھے جو اہلسنت کا طریقہ رکھتے تھے اور دوسرے گروہ کے سربراہ مولوی اسماعیل  
 تھے جو بادل الاموں کی عقیدے سے آواز دیتے اور برہانیت حدیث کو اپنا مانتہ قرار  
 دیتے تھے خود سید صاحب علی کے اعتبار سے حنفی تھے مگر امام مولوی اسماعیل کی  
 اہمیت کی سرپرستی کرتے تھے تو اپنے کو عمری کہتے تھے۔

(رسالہ کار و سخن مشرق ص ۱۸۰)

مولوی اسماعیل دہلوی کے خوفناک عزم کا پتہ اس خط سے بھی طرح واضح ہو جاتا ہے جو انہوں  
 نے ۱۲۶۱ھ میں سید صاحب کو ایک نقیض کے واسطے سے لکھا تھا جہاں مکتوبات میں یہ لکھا ہے

سید صاحب بہت ذہین تھے اور ان کی علمی ترقی کی مذکور بہت تیز تھی مگر اس  
 زیادہ دماغیت پر بھی مٹی اٹھ گئے دین چوکر کا عزم و خیر کی تعلیم دی  
 (رسالہ کار و سخن مشرق ص ۱۸۰)

جو چاہتے ہیں کہ کیا یہ بھی کوئی ایسا مسئلہ تھا جس میں اختلاف رائے ہوتا۔ ان جہاں  
 پیش نظر جہاں تک ایک قادی بکھر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر مصنف نے جو بکھریں آیا مگر  
 حقیقت حال کیا ہے! اسکو سمجھنے پر کہنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

پھر یہ کہ دیگر مسائل کی طرح ان حضرات نے تاریخ میں بھی تافان ضرورت کو ترجیح دی  
 جنہوں نے جب ضرورت تھی کہ کیا جانشین کو مکتوبوں سے جنگ مٹی تو کہہ دیا گیا کہ ان کا تاجہ ہاں والے

ہے انکے ترجمے کا اقتباس درج کیا جاتا ہے جو سہولت مرنے کا ہے۔

### کی کہانی کنیہ اعلیٰ کی زبانی

تجارت ہے کلاس دور میں جسے جدید رویتوں اور  
کا نام ہے جس میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا  
ہم ہر کسی صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب نے انگریزوں سے جنگ کی ہر اس باب میں  
کی کتابت کی ہے۔ واضح ہے۔  
یہ کتاب مصنف کنیہ اعلیٰ علیہ السلام وہ اپنی اس کتاب میں واقعات جہاد بیان کرتے ہوئے

میں نے ایک ہر کلمہ حضرت عالی میں اسلحہ کر دیا ہے، جہاد شریعت جہاد تو باب کے  
سے گذرے گا لیکن اس موقع پر ذرا تامل سے کام لینا چاہیے کیونکہ یہیں دو معاملے پیش ہیں  
ایک تو خداوند اور ملائکہ کے امتداد کا ثابت کرنا اور تیس خون کے تجوز کی صورت نکالنا  
اور ان کے احوال کو بہتر قرار دینا۔ اس بات سے قطع نظر کہ وہ انکے انداز پر بلائی لغات و  
پرستی ہے، دوسرے یہ کہ اسکا کیا کوئی موجب ہے۔ یا کچھ اور ہے۔ جبکہ بعض اعتراض اس کے  
مقابل میں آتا ہے۔ مگر نہ ثابت ہو چکا ہے۔ اور بعض کے متعلق نزاکت یا اسکا کوئی اور موجب  
گورکھ سنگھ طریقہ ہائے یاس و فیاض تحقیق و تفتیش کے ساتھ ہے۔ کیونکہ ہم ان فقیرانہ  
کوئی حقیقت فرمودیں بلکہ اعلیٰ کا فطران شہر کرتے ہیں اور ان کو اعلیٰ کتاب کا نسخہ  
کے شل جانتے ہیں۔

مکتوبات میرا محمد علی

صاحب نے پشاور پرورش کی سرور محمد خان نے بحالت نامیاری اعلیٰ اطاعت قبول  
اور اس نے اپنا اصل وطن پشاور میں کر کے سرور سلطان محمد خان کو اپنی نہایت پرستار  
اور خاص دوستی و ملتی و ملی مذہب کے شہر میں مامور کر دیے۔ میرا محمد سرور کہ فرقہ دوا گیا  
مقاوم اس سے فطری ہر ہندوستان سے باخفاں مولوی محمد امین صاحب کو گیا اور وہاں  
میں رہ کر وہ میرا مذہب کی تعلیم پائی۔ پھر یہ ہندوستان میں آیا اور چاہا کہ وہ میرا  
مجمع جمع کر کے اعلیٰ ملوک ریاست میں کہ اس ارادے پر آئے نہ بہت مدد میر  
ہو گیا اور قریب چار ہزار چھوٹی لوگ مجمع کر کے پہاڑ پہاڑ پر چڑھ کر پشاور کے محاصرے میں  
آ نکلا۔ بظاہر اس کا جہاد تھا کہ ان کی کثرت سے جنگ کر کے مسلمانوں کو جیل یا چاہتا  
ہاں چاہتا ہے۔ نہ پشاور دروغ کر کے بہت جمعیت اپنے ساتھ لے کر ملوک ریاست نئی  
لے چکا ہے جس کے ساتھ ساتھ شمار شامل ہو گئے تھے۔

(تاریخ پنجاب ص ۲۲۵)

و بعد و وصاحت سرور سلطان خان محمد کی زبانی بھی سن میں۔

عبادت کی پیروی کے بلکہ جو نہایت واضح طریقے سے محمد میں آئی ہے کہ ان کے کفر اور  
حک و شہ نہیں، اور قتل و خون ریزی کے جہاز میں کوئی تاہل نہیں۔ تاہل صوف اس بات  
کہ ان اسباب کو تلاش کیا جائے جس سے انکے اندر متوجہ ہے اس امر کی جرأت پیدا  
ان کا اور تدار اور انکا کافر جہاد ثابت ہے انکو قتل کیا جا سکتا ہے اور انکے مل و متاع کو تار  
اب دوا آسمان نئی کا معاملہ تو اس کا واقعہ ہے کہ پشاور کے سرداروں کے ممالک میں اس میں  
کوئی شک نہیں کی طرح طرح کا ظلم، فسق و فساد و جہالت کی زمین ملے تھیں جو ایک سرور  
اور اس پر حکومت میں جہاں ایسی تختہ پر ازایں ہوں تو اس ملک پر لشکر کشی کرنا ایم  
کیے جائز ہے اور اس سلطنت کو دہم بر دم کر دینا غلاب کا کام ہے۔

مکتوبات میرا محمد علی

جس شخص کو گناہ گار اور وہاں سے جہاز میں جیشہ کرنا مذکور گناہ گار اور وہاں محمد کے  
ای علامت آئے تھے ہوئے تھے ان سے اس کی ملاقات ہوئی اور وہ پہل تک اس پر  
دب آئے کو اپنے مذہب میں اسکو ملایا۔ اور اس نے بھی اپنے ہم راہیوں کو اس  
مذہب کی پابندی میں داخل کر لیا۔ اور وہاں سے پکا دہلی پر چڑھ کر ہندوستان میں آیا۔  
مگر یہ کہ کیا کہی جہاد کرنے پر مستعد ہیں بلکہ ملوک کو چاہئے کہ مال و جان سے ہر اس سرور

مولوی اسماعیل صاحب کا دورہ بہت لمبی سے انتہائی جارحانہ رہا ہے اور اس کی  
ان کی کتاب تقریر آٹھ سال ہے جس میں دینا کے کسی فرد کو صاحب ایمان نہیں ہے  
گیا ہے (تفصیل آرہی ہے)



کے ہر ایک مسلمان دشمن کے پاس یہ تو دیا اور دیکھ کر بہ بہادری جہاد رسولی سے مسلمانوں کو دینے کیلئے اس کے ساتھ ہو گئے۔

چونکہ اصل مقصد مسلمانوں کے لئے انتظام علاقہ میں جا کر ریاست عامل کرے اور ملک بچائے اور واسطے یہ گولہ اس نے اپنی خواہش کے مطابق پایا اور پھر اس کے پشاور کے علاقہ میں آباد ہوا۔

(تاریخ پنجاب ص ۳۶۷)

اس کے بعد سکھوں کی فوج پشاور پہنچی اور پشاور مقامی کے سکھ سپاہیوں پر چڑھ گئے اور فوج پشاور میں رہی مگر صاحب اور اس کے نازی بندو بالا سپاہیوں سے پیچھے ہٹا جب سکھوں کی فوج واپس ہو گئی تو۔

سید احمد جہاد نے پھر پشاور کا میدان عالی پایا فی الفور ریاست زلیں کے علاقہ سے پرورش کی سلطان محمد کے پاس اپنی دلی فوج بہت کم تھی اس نے طاقت ملان کی اور اپنی مزار کو پہنچ گیا تمام علاقہ میں اپنے کا دور پھیلانے سے سید سلطان محمد خاں کو اپنی ماریا عطا کی اور اس نے تمام عرصہ دو ماہ کے بارہ فوجی فوج ریاست زلیں کی طبعیت دلا دلا کر اس کی تدبیر مخالف بری کوشش سے بیکار ہو کر ملک مذہب و ملت تمام تمام لوگوں کو اپنے دلوں میں مذہب میں دشمن کرنا چاہا اور ہر ملامت پر چڑھ کر دھوکا دیا کہ کوئی مسلمان کسی عقوبت پر نہ جاسے اس کو چاہئے کہ وہ جانتے اور نہ جانتے ہر مسلمان کی اردن کو کچھ نہ دوسے، آخر ہرگز نہیں رہیں۔

یہ مسافر جب اپنے مذہب کے برکات لوگوں سے متوجہ نہ گئے اور مسلمانوں سے درخت کی چوڑی گولوں کو اس میں کل نقصان تھا انہوں نے کل تمام علاقہ وسیع کا دشمن بنادیا۔

علاقہ اس کے مشائخ، بزرگ، عابدہ و خادیمت لوگ اس علاقہ کے سید احمد کے ایوانی اور بے اس کے حق میں کھڑا کھڑا تھی، دیا اور کیا کہ یہ سید احمد دہلی اور کیا کہ کامرے کا منکر سے آخر فوجت یہاں تک پہنچی کہ ریاست زلیں سے اس کو بڑے دشمن اپنے علاقہ سے نکال دیا

ان صورت سے سب سے ہو گئے جب یہ حال پشاور میں مشہور ہوا تو شہر والوں نے اس کے اس کے ابکار شہر سے باہر کر گئے۔

تاریخ پنجاب ص ۳۶۷

### سرسرتی

مذکورہ بالا احوال و واقعات سے یہاں بنیادی نقطہ نظر کے اختلاف کا اظہار ہوتا ہے وہیں جناب سید احمد بریلوی اور ان کے

کے مخالفانہ کامی پر چڑھتا ہے، جانبدار مصنفین کی ہزاروں پروردہ پوشیوں کے باوجود یہ سامنے آجاتی ہے کہ ان حضرات کا اصل مقصد دوسرا و باہم کا فروغ اور دہلی حکومت سے نئے موزن حکومت الہیہ کے خوبصورت نام سے یاد کرتے ہیں۔

یہ نزدیک اسکا انگریزوں سے جہاد خارج از بحث ہے اگر نہ تھے یہ وقت کبھی بھی نہیں نہایت کو منتظم اور وسیع کر کے کہتے "اہل مجاہدہ انگریزوں نے اپنے مقاصد تکمیل استعمال کیا اور یہ حضرات استعمال ہو گئے بائیں اس طرح جیسے سکھوں نے اپنے مقاصد کیلئے بعض استعمال کیا اور یہ استعمال ہو گئے بلکہ ہوئے ہیں جیسا کہ لنسلی احمد شگوری اپنی ملاحظہ کا روشن مستقبل میں تحریر فرماتے ہیں۔

ب سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ انگریزی نے سو فیصد یہ کیوں گوارا کیا کہ تمام ہندوستان میں جہاد کیلئے سامان جنگ اور دیہی فراہم ہوتا ہے اور گورنمنٹ کی طبعیت سے نہ صرف اسکی اجازت ہو بلکہ عوامی طور پر شرم کی امر داری جائے اور انکار دینا دینا دینا دینا کے انھیں دیا جائے اسکا جواب حسب ذیل اقتباس میں ملے گا۔

اس میں شک نہیں کہ اگر گورنمنٹ سید احمد رفر آفٹن علیہ کی غلط فہمی کو ہندوستان میں جہاد کو کچھ بھی نہ ہو مگر اگر انگریزوں کو فوج دلی سے چاہیے تو اس کی سکھوں کو دینا ہو۔

دستاؤں کا روشن مستقبل ص ۱۳۷

یہ کہ اس عبارت سے کہ کیا نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے؟ اور تقریباً یہی بات جناب مولوی محمد قاسمی بھی کہتے ہیں۔

اس سوانح اور کتب بات کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صاحب  
 مرکا سے جہاد کیا نہ کہ گروا راہ نہ تھا۔ وہ اس آزاد عملدار کی کاپی ہی  
 سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ انگریزی مرکا راہ سوت سید صاحب کے خلاف  
 تو چند سال سے سید صاحب کو کچھ ہی مدد پہنچتی تھی۔ مرکا راہ انگریزی سوا  
 سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو۔

(حیات سید احمد شہید ۱۹۳ء جعفر قاضی ص ۱)

چنانچہ جواہر لعل سید صاحب کی طرف سے بلوچان اور پٹنہ کے چادی ہوا اس سے بھی دور  
 کہ جنگ انگریزوں سے نہیں سکھوں سے تھی۔

تو ہم کو مسلمان امرا میں سے کسی کے ساتھ تنازعہ ہے اور انکی مسلمان نہیں  
 مخالفت ہے ہمارا مقابلہ انہوں سے ہے نہ مریدان اسلام سے۔ بلکہ  
 انوں والے سکھوں سے چٹائی جنگ ہے کہ انگریزوں اور اسلام کے طالبوں سے  
 اور نہ مرکا راہ انگریزی سے چٹائی مخالفت ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ ہے کہ  
 ہم تو اسکی مدد کیا ہیں۔ بلکہ ہر کوئی اسکی حمایت میں رہا ہے کہ مسلمان کا استعمال کرنا ہے  
 (مکتوبات سید احمد شہید مترجم سخاوت مرزا ص ۲)

اور جناب غنیل احمد شگلوری مولوی احمدی کے حوالے سے لکھتے ہیں

اور مرکا راہ انگریزی کو مسلمان اسلام ہے مگر مسلمانوں پر ظلم و تعدی ہیں کرتی اور نہ انکو  
 فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے چرم مرکا راہ انگریزی پر کسی سبب  
 سے جہاد کریں اور نہ انکا اصل مذہب ظنن کا خون بلا سبب گراویں۔

مسلمانوں کا دشمن مستقبل ص ۳۴

ول تو انگریزوں کی سرپرستی کی داستان بہت طویل ہے۔ اس جہاد میں ہم قدم براہ گریزوں  
 یہ صاحب اور ان کے مجاہدین سے بھر پور تعاون کیا ہے۔ جیسا کہ یہی شگلوری صاحب  
 کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

اس زمانہ میں ملی العموم مسلمان لوگ ہوا مگر سکھوں پر جہاد کو شکی بدایت کرتے تھے

میں مسلمان اور بے شمار حائل جنگ کا ذخیرہ سکھوں پر جہاد کی نیک نیت  
 گیا مگر جب صاحب کشتہ اور صاحب جیش میں اسکی اطلاع ہوئی تو انھوں  
 گزشتہ اطلاع دی گزشتہ سے صاف کھرا کہ کدوست اندازی نہیں  
 ہوا ہے دہلی کے ایک مہاجرنے جہاد یوں کا رویہ بیان کیا تو وہ فرزند کشتہ  
 نے دہلی کی چور و موٹی چوکر روایت کی۔

(حوالہ مذکور ص ۱۳۲)

صاحب کی دشمنی میں کوئی شخص علیحدہ کا یا سوچ سکتا ہے کہ ان مجاہدین کا انگریزوں  
 سے تھا نہیں ورنہ ہے کہ "جہاد پر جانے سے قبل سید صاحب نے شیخ غلام علی دین آباد  
 کو اب اعینت گورنر کو راؤا جہاد کی اطلاع دی جواب مگر جب تک انگریزی عملدار کی  
 مدد و فساد کا اندیشہ نہ ہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہیں۔"

اور تقریباً یہی بات مولانا نسیم احمد صاحب مدنی بھی فرماتے ہیں اور انکی تحریر سے یہ معلوم  
 کہ انگریزوں نے سید صاحب کیساتھ بھر پور تعاون کیا تھا انقل حیات میں لکھتے ہیں کہ  
 سید صاحب کا راہ سکھوں سے جنگ کر لیا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس دیا اور  
 دلی کا سامن ہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی

یہ نہیں بلکہ سید صاحب کے تقلیداتہ انگریزوں سے اتنے گہرے تھے کہ عین زمانہ جنگ  
 باوجود رجحیت سنگھ نے حکیم عزیز الدین اور مولانا زین سنگھ کو سفر مقرر کیا۔

اور یہاں سے دیکر سید صاحب کی طرف ہمیں شرح کی راہ اور رجحیت سنگھ نے یہ پیش  
 کی کہ دیا تے ابا سین سے باہمی طرف کا ملک جو یہاں تک قبضے میں ہے اُنکے  
 قبضے میں ہے اور وہ دائیں طرف کا قلعہ مذکوریں راہ رجحیت سنگھ کی اس سفارت کا  
 جواب یہاں سے مولوی خیر الدین شری کوئی اور دعائی جہاد تھاں کے ساتھ یہجاہد سب  
 سے پیٹے جزیل ڈٹور کا ملاقات کو گئے۔

جوزیل ڈٹور نے ڈپلوماس کا ہیل چھڑایا اور کہا کہ جو بوقت میرا ڈپلوماس تھا اسوقت  
 ایک شخص بلوچ فرزند سید صاحب یعنی حضرت مولانا سید احمد بریلوی کی طرف سے

پس آبا تھا اور کہا تھا اگر راجا رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت دوا گزاری  
منگ لیست نہئی کی اگر کسی کو سرحد کا علاقہ تکلیف فوج کشی اور زبرداری سے ملتی  
پاسے اور اس ملک کے آدمی تاجی اور آتش زنی سے غلطی پائیں سو یہ بات بھگت  
پسند آئی۔  
جنرل ڈنوراک چال بہت گہری تھی اس کی کوشش بھی کرنا پئی تھی جو اس کی بیوقوفی  
(مروج کو تھوڑے سے شیخ محمد کریم)

لیکے بعد جنرل ڈنوراک راجا صاحب کے سفر اول کے درمیان کچھ تلخ باتیں ہو چکی تھیں اور یہ  
رجیت سنگھ کے پاس جانے کے بجائے ڈنوراک سے ملاقات کر کے واپس آگئے اور چونکہ  
اگر چال کیا جائے کہ بات اعتدال کی ہے تو کچھ غلط ہو جائے پیش کش راجہ رنجیت سنگھ  
اور چال بھی راجہ کو خط سے ہوئی مگر راجہ صاحب کے سفر پہلے جنرل ڈنوراک سے ملنے کی بات  
شورہ فرما لیں اور بعد کہ راجہ رنجیت سنگھ سے گفتگو کے بغیر واپس ہو جاتے ہیں جو ملامت  
بہت ڈنوراک چال کا خیاب رہی یعنی لڑاؤ اور مجاہدین اس چال کا شکار ہو گئے۔

حیرت ہے کہ مولانا مدنی اور لکھنؤ میں حال کا گیسٹری جن کھنے والے حضرات انگریزوں  
ابت کرنے کے دہلے ہیں لیکن عجیب بات ہے کہ مجاہدین اور لکھنؤ کا تعلق کا وضع عقیدہ اور لکھنؤ  
انگریزوں سے جہاد ناجائز و نارہ ہے پھر تم کیسے تسلیم کروں کہ حضرت انگریزوں سے جہاد کیا  
ہم بائبل میں کہتے ہیں کہ برصغیر میں سید صاحب کی تحریک جہاد کا کل وہی صورت تھی جو  
یہودیہ سے تیار مقدس کی روح ہوئی۔ وہاں بھی وہاں نے انگریزوں کو مردود اعداؤں سے  
خلاف کیا اور قتل کی آڑ میں انکی عیصوں کو مائل کیا۔ انکی ہیروینیاں کو باندھنا یا نیا اور ان  
والے فٹے اور اسی گھبراہٹ پورے پر چھوڑ کیا۔

اور یہاں بھی انگریزوں کی مردود اعداؤں سے سنی حنفی مسلمانوں کو کافر و مشرک، مرتد و نامی  
مبتدع باطنی قرار دینا کی ہیروینیاں کو باندھنا یا نیا گیا۔ جس قدر غارتگری کی گئی، اہل سے چھوڑ  
سینے میراب کر دئے گئے اور سنگ جیو گمان کی آڑ میں چھانڈوں کے ناموس کی دھمکیاں  
میز دی گئیں۔

## یاسا کہ

یہ عنوان جناب ایوب قادری صاحب کا نام گز رہا ہے۔ معروف دور جدید  
کے خاصے نامور مورخ شاعر ہیں۔ خصوصاً سید صاحب کی تحریک  
سفر سے متعلق احوال و واقعات اور شخصیات پر کافی کچھ لکھا ہے۔ انکے حوالے سے  
اعداد و اعداد بھی پورے تائید ہوتی ہے کہ تحریک مجاہدین کا مقصد وہابی اسٹیف کا قیام تھا  
اور یہی سمجھتے ہیں۔

تحریک مجاہدین کے سلسلے میں ایک امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے بعض لوگوں نے  
بہت جھنجھری ہے کہ تحریک مجاہدین کا مقصد مصلحتی کا مقصد تھا یا انگریزوں کے  
علاقے سے چھٹکارا حاصل کرنا  
حقیقت یہ ہے کہ تحریک مجاہدین کا مقصد حکومت الہیہ کا قیام اور مسلمانوں کے گھٹے  
ہونے اور کھوکھلوں کو واپس لانا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس تحریک کا مقصد مسلمانوں سے  
زیادہ تو انگریز مورخ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے سمجھا ہے اور ان میں سنا سن میں واضح  
کر دیا ہے۔

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں ایوب قادری)

اور ہنٹر نے نہایت وضاحت کیا کہ لکھا ہے کہ ایک وہابی تحریک تھی اور قادری تحریک ولایت  
میں یہ لوگ مسود میں وہی کچھ کرنا چاہتے تھے جو عرب میں نجدی وہابیوں نے کیا۔ یہی وجہ ہے  
قادری کے علاوہ تقریباً سبھی اہل قلم وہابیوں نے ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی سخت مخالفت کی ہے  
سے لیکر ہر صاحب ایک سے بھی اس تبصیر کے مورخین گندے ہیں کہ سنی نے بھی ہنٹر کی تائید  
کی کہ ایوب قادری خود کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ شوہر بھی اپنی ہی کی طرف سے حکومت برطانیہ کی وفاداری کے  
سلسلے میں چھوڑا گیا۔ مثلاً پہلے میراب خاں نے اور آندین مسلمانوں پر تبصیر کیا  
وہابیت کی کسی کوشش کی کہ یہ جہاد مکمل کے خلاف تھا۔  
(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں ایوب قادری)

ایوب قادری صاحب کے مندرجات سے جہاد ثابت ہوتی ہے کہ

- میر صاحب کا مقصد یہاں اپنی حکومت کا قیام تھا جسے قادری صاحب نے
- اور یہ کہ فی الواقع میر صاحب کی جنگ کسی سے نہیں تھی۔
- اور یہ کہ اس باب میں جو کچھ بھرتے نہ لکھا ہے درست لکھا ہے
- اور یہ کہ میر صاحب کا مقصد سکھوں سے جہاد کرنا نہیں تھا بلکہ انگریزوں
- اور یہ کہ میر صاحب کی اپنی من گھڑت ہے؟

جناب ایوب قادری نے تو یہاں لکھ دیا ہے کہ

اس تحریک کے غاص میں مولوی محمد جعفر تھانوی نے اصل مولویں تر  
انگریزوں کے بجائے سکھوں کا لفظ لکھا اور شہر کیا  
(جنگ آزادی ص ۷۹)

خدا اہل بیت آیا جائے کہ محمد جعفر تھانوی نے مزاحمت دہلی، میر صاحب و انہما  
بہت سے لوگ کوں تھے اور ان لوگوں کے رنگ تھے؟ اور یہ ترمیم، تحریف، تصحیح کی  
سوز ہوئی، اور ایسا کیوں ہوا تاہم کیسا تھانوی ایسا اندھا ہنگ ظالمہ مذاہق کن لوگوں  
قائمان ان باتوں کا جواب طلب کرتا ہے۔

اور یہ کیا قادری صاحب نے اس موقع کے ثبوت میں کہ "سکھوں سے جنگ  
انہوں ہی کی طرح سے حکومت، بھائیوں کی حفاظت کے مسئلے میں بھڑک اٹیا اور یہ کہ انگریزوں  
بجائے سکھوں کا لفظ لکھا اور شہر کیا گیا" کوئی ایسا صحیح فوٹو پیش کر سکتے ہیں جس میں  
بجائے انگریز لکھا ہو جو۔

پھر حضرت رہے کہ مولانا مہدی اپنی خود نوشت نقش سیات میں جعفر تھانوی سے کہ  
قراردیتے ہیں۔

"مولوی محمد جعفر تھانوی جرمی صاحب کے نہایت مستند و موافق نگار ہیں نقش  
اور سی طرح مولانا قبل علی گھنڈی کی حیات میر صاحب شہید کے ابتدائی میں لکھتے ہیں۔

یہ کتاب حیات میر صاحب شہید کو مولانا محمد جعفر تھانوی نے اپنی حیات میں لکھی تھی  
کیطوف سے شائع کیا جا رہی ہے حضرت میر صاحب شہید کے شخص متبع کی اضعاف ہے  
حیات میر صاحب شہید

میر صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ کا ہوا یا انگریزوں سے اور ان کا خلیفہ میر صاحب  
ہو یا کابھائی اور یہ صاحب اس مقصد بہ بڑی کے تحت ہوا کہ پہلے ان دونوں فتنہ برحق  
کو دیکھ کر پھر انگریزوں اور سکھوں سے جھڑپیں۔

### اصل کا جواب تلوار ہے

چنانچہ جناب ابو الحسن علی ندوی اپنی کتاب "سیرت میر صاحب  
شہید" میں مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی کا ایک  
حصہ ہے جسے کہ لہران کے خونی غزائے کمل کر سنا ہے آجائے ہیں، ملا خٹک فرامیں

صاحب کی امداد ثابت ہوگی اور دیکھ کر اس صاحب سے آپ کا دل کھلے گا صاحب  
پا گیا پس آپ کی اطاعت تمام سالوں پر واجب ہوئی جو آپ کی امداد سے تسمیہ کر کے  
تسمیہ کرنے سے انکار کرے وہ باقی عمل ظلم سے باز رہے کائنات کے خالق کی طرح میر صاحب  
اور اس کی بے نیازی تمام عمل ظلم کی طرح خدا کی مین مرضی ہے۔ اسلئے کہ اسے لوگ تمام حادیت  
استاذ مہاراجہ اور شیوخین انشراح میں اس مسئلہ میں اس ضعیف کا یہی مذہب ہے  
اور مستتر ضمیمہ کے اعتراض کا جواب تلوار ہے کہ تحریر و تقریر

(سیرت میر صاحب شہید ص ۷۷ علی ندوی)

کہاں فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایک شخص ایک گروہ ایک جماعت کو میکرو سپاہوں میں بنام  
میر صاحب سے اور کچھ لوگوں کو کچھ کے امداد کا دعویٰ کرے دیکھا وہ فوجی ایڈرام المسلمین کہلا  
ہو ہے۔ اور یہ کہ کسی اطاعت کو نہ کرے اسلام کے باقی قرآن نے جاننے اور اسکے نہانے واپس  
وال ملال ہوگا، ایسے مال و وسائل لوٹ گئے جانے لگے۔ انکی عورتیں باندیاں بنائی جائیں گی، جینو قادیرو  
شیخ اکرام کی گواہی

اور میر صاحب نے مولوی محمد اسماعیل اور ان کے مکتبہ قیام کے تلوا میں بے نیام  
ہو گئے اور سالوں کا خون کچھ اس طرح بہا یا گیا کہ وہاں میر صاحب نے  
میر صاحب چوگا، اگر جو کچھ میر صاحب نے مولوی محمد اسماعیل کی زبان دی ہے جو عرب کے نجدیوں کی بھی  
ان کا طرز عمل وہی ہے جو وہاں چھڑکا تھا۔

کیا اسفول نے سیرت میں وہاں کچھ نہیں لکھا جو تجویز کے لاسفول حجاز مقدس میں جو  
تھا۔ شیخ اکرام لکھتے ہیں۔

انکے علاوہ اس میں کوئی غیر نہیں کہ سید صاحب کے بعض ساتھیوں کا رویہ اور صلاحیتیں کا قصہ ملکہ جلد ہی خاتماً شدہ پڑا کرتے آئے۔ مثلاً سلطان احمد سید صاحب کے معز کردہ ایک قاضی کی نسبت لکھتے ہیں۔

ایک موقوف پر چرب مذکورہ تاجت (مجاہدین) کے قائد سید محمد جہاں کے کہ جو اہل رسوم خداؤ رسول کے حکم کے خلاف باپ دوا کی ریت پر چلتے ہیں اور کافر ہیں۔ کسی نے کہ کیا کہ منیہ طلعتی سی اہل رسوم کو کافر نہیں کہ کیا تو اس کا گھونٹو سے دیا گیا۔ اور قائد موصوف نے اس وقت تک معترض نہ ہوئی پھر اُس نے دوبارہ کفر نہیں چڑھایا۔ بالفاظ واضح تو اُسے دوبارہ مسلمان بنایا گیا۔

موج کو توڑنے کا شیخ محمد کلام

ایوان حسن علی ندوی فرماتے ہیں اجنب مل ندوی مجاہدین کے قتل کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے

مذکورہ بالا اسباب میں اتنا اور اضافہ کیا جا سکتا ہے کہ کمر کے ملاطہ میں جو عمارت متعین یا مقیم تھے۔ یا کسی کسی ضرورت سے دور کرتے تھے ان میں سے جو زیادہ صحبت و برکت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا یا مرنے یا دشت اور لا اقبال سے چھوٹے تھے ان سے کہیں کہیں بد عنوانیوں اور تعدی کے واقعات بھی پیش آئے۔

سیرت سید احمد شہید ج ۲ ص ۲۳۲

اگرچہ ان وحشت خیز واقعات کے ذکر میں جناب علی ندوی کا یہ رویہ دیکھا اور دوبارہ سنگ بات وہی ہے جو شیخ اکرام کی تحریر سے منظر ہے۔ اور یہ تاہم کاروائیاں ان فتاکوں کے عمل میں لائی جاتی تھیں جو اہل المؤمنین کی طرف جاری کی جاتے تھے اور یہ بات کسی سے چھپ نہیں کہ اس قسم کے فتانے بولوی محمد اسماعیلی کی تصنیف فرماتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں

سید صاحب کی امانت از دوسرے قوانین شرع کمال ثابت و برتن ہے۔ اہل ملت فتنی اور اس سے خارج بالاتفاق کتاب و سنت و اجماع و انفس دفع باغی اس وقت واجب ہے کہ خوف غلام اور وہ ناری ہے اس پر ناز و زنجیریں نہیں لگنی جیسا ہے

۱۔ سیرت سید احمد شہید جلد ۲ ص ۲۳۲

ہے جس میں دو ثابت کی شکیاب دوسری بھر گزیری۔ نقد سازش فتنوی بازی کا الزام کو چاہئے کہ اس آئینہ کو سامنے رکھیں تاکہ انھیں اپنی تصویر نظر آتی ہے۔ اور غلطی مت درجہ کر دوسروں کو ظالم قرار دینے والوں کو اب سوچنا چاہئے کہ تلخیص یہ تقدیر مآبی باقی

سکتی۔

## انگریز انکشاف

مرزا حیات دہلوی نے اپنی کتاب "حیات طیبہ" میں یہاں غلامی کرام اور دشمن غلام پر بہانے گھٹاٹے اور دھوکے کھلے کئے ہیں۔ اس میں کچھ ایسی باتیں بھی لکھ گئے ہیں جن سے جائے توقعات کی تائید ہوتی ہے جناب

طبعے ہیں۔

فتح پناہ دے کہ بعد از کام شروع ناگوار صورت میں جنگ کے سامنے پیش کئے جاتے تھے۔ صبر و تاب داری کو غفلت و ہمدلی پر مقرر فرمایا تاکہ وہ شرع محمدی کے موافق عمل دیکھ سکیں۔ مگر انکی بے اعتدال حد سے بڑھ گئی تھی اور بعض اوقات نوجوان خدائیں کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کر لیں اور بعض اوقات دیکھ گیا کہ کام بطور دوستانہ و خیرہ و کیاں جاری ہیں مجاہدین میں سے کسی شخص کو پکڑا اور بڑی سی سبزیں لپکا کر کچا چڑھوا دیا۔

حیات طیبہ ج ۱ ص ۲۴۲

اسی سلسلہ میں "دانت" نامی کتاب میں جناب سید احمد دہلوی اور مولوی محمد اسماعیل کے کہ جہاد اور اسکے اسباب و لوازمات و چٹانوں کی خلاف ورزی اور ان پر فتاکوں کی ہمدانیں کی اعتدالیاں اور اس تحریک جہاد کے ناکامی کے اسباب و لوازمات و نظریات اور مجاہدین کی دشمنیوں کا اضطراب ناقابل تردید متعلق کی روشنی میں بیان کر چکے ہیں۔

## تقویۃ الایمان

اس سے پہلے کہ ہم تقویۃ الایمان (محسن مولوی محمد اسماعیل دہلوی) اور جناب العجب داری کے درمیان اور تحریک جہاد کے متعلق مزید باتوں کا اظہار کریں۔ بالمشافہات کے شیادی وجہ کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں

## دشمنوں کی اہمیت

اور معاشر کی تعینات و تالیفات کے علاوہ عموماً ہوتا ہے کہ اس دور کے افکار و نظریات کے اختلافات کو مددگار کوئی وقت نہیں دیتے۔ حالانکہ قوموں کے مزاج کی تاریخ میں اختلاف و نظریات کو بہت بڑا دخل ہے۔ تاریخ اس بات کی ضمانت ہے کہ اختلافات بنیاد پر ملک کے ملک زبردست ہو گئے۔ جیتے ہوئے لوگوں کی حرارت سے زمین کا شمار ایسا کر رہ گیا ہے۔ ایک ہی ملک ایک ہی عقیدہ ایک ہی خلائق کے لوگوں نے صورت و عادات کی بنیاد پر ایک دوسرے کے گروہ کی کاٹ ڈالی ہیں۔

آپ اس دور کی تعینات ہی کو دیکھ لیجئے کہ مذکورہ فوس حشرات پر کس قدر انانیت و غلبہ ہے۔ صورت نظر ذاتی اختلاف کی بنا پر کیے کیے عظیم گروہ کو تباہ کینے کے لئے میں نے کہنے میں اتفاقاً ایک جنس عموماً کرنا کہ اختلاف و نظریات ہی کے اختلاف کی وجہ سے مسلمانوں کی اور عروسی عملہ متضاد دہری نے پھاڑا کہ کوشک، منافق، باغی قرار دے کر ہر مذہم کو مذہم اختلاف و نظریات ہی کے اختلاف کی وجہ سے پھاڑا۔ نے جناب سید محمد بریلوی اور مولوی کو تہ تیغ کر دیا۔

**مذہب کا پہلا بیج**  
یہ بات ملے دوسرے اشہاد کی جیسا کہ ہے کہ مولوی محمد اسماعیل نے اپنی تقویرہ الامان کے وجود میں آنے سے پہلے برصغیر کے ملک کوئی قابل ذکر اختلاف نہیں تھا۔ اور اگر اتفاقاً کم از کم تاریخ اس کو کوئی وقت نہیں دیتی تو ایک ہی اتفاق و اتحاد کی پوری فضا دھندلا کر رکھی۔ اور مولوی محمد اسماعیل کی تقویر خرق بین المسلمین کا شرف حاصل ہو گیا۔

اور میں ملے دوسرے اشہاد کہ مسلمانوں کی یہ تقویرہ الامان کے بعد مولوی محمد اسماعیل نے جناب روشن مستقبل کے معنی "فیصل احمد گلگڑی فرماتے ہیں۔ ہندو مسلمان کے مابین عام مخالفت و بغاوت کے عہد میں شروع ہوئی۔ ان کے بعد جو طریقہ اختیار کیا گیا اس کا حال "حرجان منگل" کے قول سے معلوم ہو گا۔ وہ یہ ہے کہ ہندو مسلمانوں میں ہمارے ہندوئی کی کمی کی کمی کی مخالفت اس امر پر منحصر ہے کہ ہماری حملہ آوری میں جو بڑی باغی تھیں ان کی عام تقسیم ہو۔ اور ہر ایک باغی

سے مختلف ذاتوں اور فرقوں اور قوموں میں ہوں۔ جب تک یہ لوگ اس وقت سے جدا رہ گئے۔ اس وقت تک غالباً کوئی بغاوت و ہرجا مہاوی کی کام کو نثر لای نہ کر گئی۔

مسلمانوں کا روشن مستقبل (۱۹۲۱ء)

اب شکوہ کی اس ارشاد کے پیش نظر اب یہ جرنیلہ صحیح ہے کہ ہندوستان میں ہم اندک کے درمیان اختلاف کی یہ فضا نہیں تھی۔ اور یہ فضا اگر فرقوں نے اپنی متعدد برائی کیے جواب میں انصاف کی نظر سے یہ دیکھنا پڑے گا کہ اختلاف و انتشار کا خراج کہاں ہے۔ "تقویرہ الامان" ہے جس کے ذریعہ تمام مسلمانوں کو گروہ بنانے کا بیج بویا گیا۔ اب اب مولوی اور مولوی محمد اسماعیل دہری اور ان کے مخدوم سید محمد بریلوی کے نہایت باغی اور صراح ہیں اپنی کتاب جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں کہتے ہیں۔

تو ایک صحابہ پر ایک نفل! دور اول سید احمد کی تحریک عقیدہ و ایمان کے دن اور پہلا کی تحریک مسمیٰ تحریک غلامی کی تبلیغ و ترویج و بدعت اور برہمنی کا استیصال مزمع عزم کی تھی شادی و فی فیروز و دیگر تقویات کے فوسلہ عملی کے لئے اسماعیلی سادہ زندگی کا اختیار۔ اور نکاح جو لوگوں کی ترویج و اشاعت تھی تحریک کے خاص منظر تھے۔ اس مقصد کے لئے شاہ اسماعیل شہید نے تقویرہ الامان جس فیصلہ انقلاب آفرین کتاب لکھی۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

مولوی محمد اسماعیل دہری کی تقویرہ الامان کے بارے میں ایک اور انقلاب آفرین خیال منظر پایے۔ مولوی محمد علوی نے اسماعیل جو مذہب العلماء کے استاد بھی کہتے ہیں۔ دہلی میں تباہی و تہذیب سے مرشد ہو کر اسماعیل نے تقویرہ الامان لکھی اور خیال اور اسکے چیلوں میں نے امت محمدیہ کے باطن میں جو خرقہ بھیل دیا تھا اس پر شیک قائم دتی۔ اس میں میر نور واکر کیا اور حتی یہ ہے کہ اسکو جہنم رسید کر دیا۔ (بریلوی فتنہ کا تیار پل ۱۹۲۱ء)

ادرب جناب ایوب قادری ہی کے قلم سے اس کتاب کا ماحول بھی ملاحظہ فرمائیے۔  
بابت واضح ہو جائے۔ لکھتے ہیں۔

مولانا فضل حق نے مسک پہلے "تقریرۃ الامان" اس شہنشاہ کی توجہ شان... کے بعد اگر دئے پر استماع فطیر اور امکان فطیر کی بحث چھیڑی ایک مختصر سراسر اس عبادت کی روشنی دکھا پھر تو اس سلسلے میں بہت سے زمانے قلمبند ہوئے اور تقریرۃ الامان کے مستقل رد لکھے گئے۔

غرض اس تحریک کی مخالفت کے آثار مہر امران فضل حق خیر آبادی کے سر سے (حاشیہ ص ۱۵۸ جگہ زاری ۱۳۵۸ھ)

جناب قادری اس بات پر توجہ فرمائی کہ مولانا فضل حق نے "تقریرۃ الامان" کا رد لکھا تقریرۃ الامان بھی گراہ کن کتاب کو اس کی نام شرف خاندانوں سمیت منجم کر گئے۔

خود قادری صاحب کا یہ حال ہے کہ اپنے خلاف کوئی عہد اسماعیل صاحب دہلوی کا انقلاب آفرین کتاب کا بوسہ خوار بھی دینا فریاضی جرأت نہ کر سکے۔

تقریرۃ الامان واقعی انقلاب آفرین کتاب ہے جس نے برصغیر کی ہستی سکا کر دی ہے۔ لہذا ہر مروتین پر نفرت و عداوت کے کشتے جبر کا دیے اس انقلاب آفرین کتاب کے ہم جہر کہیں کسی مختصر رنگتو کر سکیں گے۔ پہلے اس کی مکمل حوالہ ملاحظہ فرمائیں جسے قادری صاحب نے کن معلومات کی بنا پر نظر انداز کر دیا ہے۔

جو کوئی کسی نبی دلی کو امام شیعہ کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفعہ سمجھے تو وہ اصلی شرک ہے اور بڑا جاہل کلاں کے خدا کے سامنے کچھ بھی نہ سمجھے اور اس مانگ کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی۔ اس شہنشاہ کی شان تو یہ ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کوڑوں نبی، جن فرشتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پڑ کر ڈالے۔

(تقریرۃ الامان ماسٹ کینی و پبند ص ۲۲)

پوری تقریرۃ الامان گستاخوں، جیسا کہ ان کا کھوٹا ہوا سمندر ہے جس نے نہ جانے کس

کے کو دیر لان کر دیا ہے حتیٰ کہ جسے قادری صاحب انقلاب آفرین کتاب فرماتے ہیں قابل ہے کہ نذر آتش کر دیا جائے۔ یاد رہے کہ کوئی عہد اسماعیل کی اس کتاب پر ہی نے مولانا فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کو ان کا مستحب کیا ہے اگر حضرت خیر آبادی فرماتے تو کب کچھ ٹھیک تھا۔

اس کے باوجود اب اس میں جناب ایوب قادری سستائش کے لائق ہیں کہ انہوں نے اختلاف کی نقطہ نظر کا ذکر کیا اور اس کا بھی اقرار ہے کہ تقریرۃ الامان کے بعد ہی تقریباً معسر کے شروع ہوئی۔ اور یہ کہ تقریرۃ الامان ہی اختلاف کی وجہ سی ہے۔

اور یہ اختلافات اس وقت بہت واضح ہو گئے تھے جب میر احمد بریلوی اور مولوی محمد اسماعیل نے مسجد میں ٹیگورز برتری حاصل کر لی تھی۔ اور یہ اختلاف پہاڑوں میں ان کی مکمل کے اسباب بنے۔

**ادی نقطہ نظر کا اختلاف** | اس سلسلے میں جناب شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں۔

میر صاحب اپنے نقطہ کی بے اعتدالیوں کو رد کرنے کی سلسل کو پیش کرتے رہے اور جانتے جانتے کہ کھلے اور دوسرے عالم میں حضرت کو زور دیا یہاں مولوی صاحبیں مثلاً انہوں نے بڑی کوشش کی کہ مولانا خیر الدین تاحی انصاف بنے ہر آمادہ ہوجائیں عشر کا بھی شاید کوئی حل نکلا۔ لیکن مجاہدین اور باقری باشندوں میں تو بنیادی اختلاف کا اختلاف تھا۔ قبائلی کوچروں میں عزیز متعلق مجاہدین کے نزدیک وہ کافر تھیں حالات کو دیکھ کر وہ بھی فیصلہ کر کے کو رد و رسوا ت خلافت شریعت اسلامیہ میں اسوج سے پہلے انکی اصلاح ہونی چاہئے اور اس کے لئے اقدام شروع کر دیا۔ اور قرآن و احکام کے مصلحتوں کی نظر سے ایک جنبش لب احکام خداوندی کو نافذ کرنا چاہا اور اس کا ملکی خیال نہ کیا کہ وہ تو قرن اول کی قوم نہ تھی

موج کو رد و اصلاح محمد اکرام

اس سلسلے میں کہ جناب شیخ اکرام چاہا کہ بات کرنے کے عادی ہیں اور بدعہ سوائی کی مرتع انتہے میں رہنے دیتے پھر میری حقیقت کا انہماک ہر صحت ہو گیا ہے۔ شہنشاہی کے

مجاہدین اور باقی باشندوں میں تو یہی ایک نقطہ نظر کا اختلاف تھا۔ اگر فتنہ سے دل  
لیا جائے تو معاملات کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ بات چیت آسانی  
مکمل ہے کہ آغا خان نوابزادہ تو غلط اصول کی بنیاد پر ہوا نہ ہی فتنہ کی وجہ سے ہوا۔ اصل  
نقطہ نظر کا اختلاف تھا۔ حیرت ہے کہ سید صاحب کے قدیم و جدید توفیقین ہمارے  
مکتبے تک پہنچ کر رسول کی بنا پر جنگ ہوئی اور تباہی پھیلی۔ مگر لوگ کیوں نہیں سوچتے کہ  
جو بڑے آدمی شریک بھی ہوتا ہے یا نہیں پھر یہ کہیں چیلن کو یہ حضرات صریح  
اس وہ شریک بھی ہے یا نہیں؟ وہاں تو وجہ شرم سے دھنس جاتے تھے۔

مکانے (دہلی) محبوب علی صاحب) راستے سے سید صاحب کو ایک خط لکھا  
میں اس بات پر ناگوار کیا کا اظہار اور قرض تھا کہ آپ نے درہنوں سے صلح کیوں  
کر لی ہے جو مجاہدین و مجاہدین کے مولدہ بن رہے ہیں اور اسکو تو کل دھڑکتے  
منانی بتایا اور صلح صاف مشورہ دیا کہ اپنے اس لڑکے کا فزول سے جہاد کرنا چاہئے

سیرت مہدی احمد شہید جلد ۲ ص ۳۳

خود فریاد سے پہلی اصلاحی اخلاق کا فاضل کا کہیں دور دور ہو نہیں چلا جو ہندوں کے  
مجاہد مسلمان بھائیوں کو کافر اور شرک بنا کر شوق جہاد پر دیا گیا جارہا ہے۔ اور یہی نہیں  
وہ مشورہ تھا۔ اس کا جواب بھی دیکھتے چلیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس عاجز کا قصد ہے کہ میں روز یا تقریباً ایک ماہ کے بعد  
اپنا دور جائے۔ میں نے ہرگز ہرگز منافقین کیساتھ کوئی مصالحت نہیں کی ہے  
اور نہ کسی ان سے موافقت کی کوئی راہ نکالی ہے

(مکتوبات سید احمد رضا شہید ص ۲۱)

**ذباب فتویٰ**  
ذبابی اور ان کے متعلقین، معاونین شرک و کفر کی توپ بازی کرتے  
ہیں یہ نکلا کہ ہزاروں عید بے دلی سے مارے لوگ جو سید صاحب اور ان کے غازیوں کے  
مقتدر تھے کہ انکی سواروں کی خاک انھوں سے لگاتے تھے یکدم بھر جھوم گئے۔

اسی آگے چل کر لکھتے ہیں۔

یہ بعض خاص قدم الخیر الیہم استیوں کو بھی سید صاحب کے بعض ساتھیوں  
طرح طریقے بلکہ عقائد بھی لکھتے ہیں۔

ہمارا کہ سرداران ایشاد اور اعلیٰ کا مجاہدین کے خلاف متحدہ محاذ قائم ہو گیا  
یہاں کے خائن از اسلام اور واجب القتل ہونے کے فتوے دے دئے گئے

موج کوثر ص ۲۱

آئے ہوئے علمائے مجدد بر حید کہا کرتے تھے کہ

مسلمانوں کے جان و مال کو کوئی چر نہیں سمجھتے اور بلاوجہ شرعی مسلمانوں  
اور مال پر دست دراز کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ اس سے آگے بڑھ  
مجاہدین کو باغی و مفسدین کو شہید کہتے تھے۔

سیرت مہدی احمد شہید جلد ۲ ص ۳۳

**وہابی**  
اور پھر یہ اختلاف اتنے بڑھ گئے کہ ہزاروں میں عین جہاد کے موقع پر  
یہی منظر بازی کا شوق اور شرک و کفر کی الزام تراشی کا شغل جاری رہا۔  
یہ شیخ اکرام کہتے ہیں۔

جہاد کے دوران میں جب مخالفین عالم مسلمانوں کو سید صاحب کے عقائد کے  
سے میں جہاد کے گئے انہوں نے ہمارے پنجگانہ مذہبی مسائل کی تفسیر کیلئے افغان  
داد کو بلایا اور شاہ اسماعیل صاحب نے بڑی تابعدار سے مسلمانوں کو جواب تفہیم کا حکایت کی  
موج کوثر ص ۲۱

تک تو یہ سننے آئے تھے کہ یہ شرف صرف بغداد والوں کا حال تھا کہ دشمن سیدوں  
نکار دے گا اور ان کی ہزاروں مسافر کو رہے تھے۔

یہاں بھی تقریباً یہی صورت حال تھی گئے تھے جہاد کرنے اور بھائیوں سے مناظرہ جاری  
تھے یا پھر شرک کا فتویٰ لگا کر جہاد کی مشق فرمایا کرتے تھے۔  
ماہی انصاف حالات کے پیش نظر مولوی محبوب علی نے انہیں کرا کر آئے ہیں جو مجاہدین



ایک خانہ میکہ سپاہوں میں پہنچے تھے، بڑی عجیب بات کہی جاتی کہ

قبائے اوپر بولی بول اور اللہ کے حقوق میں تم یہاں کیوں بیٹھے

نے کہا جہاں کو ایسے بھولی صاحب نے کہا جہاں کہاں ہے! اور کوئی گناہ

ہے کس ملک میں تم لا محل داخل ہوا۔ اس سے شام تک تم لوگ کھانے کا

نکھر مٹتے ہو جہاں کا شخص یہاں ہے تمہاری دنیا اور آخرت دونوں خراب

سمیرت سید احمد شہید علیہ السلام

اور پھر مولوی محبوب علی اور جگہ کی بہتر سے جہاں کی کیا تہ واپس ہو گئے۔

سے روم اور قافے دونوں بند ہوئے۔ اور نہ زمر جن کے بعد پھر مسلسل جاری ہوا

کہ کیا یہی حال جیسی جماعت کا نہیں ہے؟ اور کہاں ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ

کہتے ہیں ادا نکار خدا بھی دیکھتے ہو مولوی محبوب صاحب نے کہا ہے "بیعت سے

لوگ کھانے پکانے کی فکر میں رہتے ہو جہاں کا شخص یہاں ہے تمہاری دنیا اور آخرت

خراب ہیں"

**یک طرفہ کاروائی**

جناب شیخ محمد اکرام نے تسلیم کرتے ہیں کہ اب تک جہاںوں

میں جو کچھ کہا جاتا رہا ہے وہ ایک یک طرفہ کاروائی تھی

کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئی یا اسے موقع کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا

پر ونگلڈے کے ذریعہ جہاںوں کو مظلوم اور مجاہدین کو مظلوم قرار دے کر داستان گوئی

کردی گئی۔

اس امر کا انقلاب احوال کا جزیرہ کرنا اور اس کے اسباب و باعث ڈھونڈ

تاریخ نگار کا حق فرض ہے لیکن آج یہ کام کسی قدر آسان ہو گیا ہے۔

اس سانچے کے متعلق فقط سید صاحب کے عقیدت مندوں کے بیانات ملتے

جکی ترجمانی محمد حاضر میں مولا نا بہرے بڑے جوش و جذبہ سے کی ہے

مروج کوثر ۳

اگر غیر متدعیانہ طریقہ سے دیکھا جائے تو یہ بات آسانی سمجھ میں آسکتی

اور انوکھی حرکت نہیں کی تھی "مرزا کیا دیکھتا، کے مصنف فتنوں کا جواب فتنوں سے دیا

کا جواب تلوار سے

میں باب میں حق جہاںوں ہی کو کیوں قابل ملامت اور اپنی گردن زنی قرار دیا جاتا

سب کے مجاہدین اور فاضلین نے بھی تو خوشی ہی کی آڑ میں قسم کی تعذیب سرکشی

ایاں روا کی تھیں اور انتہائی دیوانہ داری سے جتنی پھرتی رو کیوں کو بنا "جہاد انکار کھینچ

بجایا کرتے تھے اور نکاح کے بغیر بیچھڑتے (گویا ان حضرات نے خاتمہ خدا کو

بناد رکھا تھا) غیر جانبدار شخص ان حالات کے پیش نظر اسے شرعی فتنہ گری

پر نہیں کہہ سکتا۔

حیث و حدیث اسکے جہاںوں نے تو قلائد نضائیہ اور اپنی خروماعی سے لیا یہی

دوں اور ایسا ستیاناس کر دیا کہ اس کو ملک خجانب کو بھونڈے بن پڑا

حیات طیبہ ۲۲۳

صورت اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جو کچھ ماسکی بنیاد نظریاتی اختلاف

کا پہلا بیج "تقریرہ الاغانی" ہے اور اسکی بنیاد مولوی اسماعیل دہلوی نے رکھی جو عین

وقت جب انکے مجاہدین کی پشمالی سے لڑائی ہو رہی تھی ان الفاظ میں ہدایات

دے رہے تھے۔

لانا محمد اسماعیل صاحب نے حکم دیا کہ قرب کو کھینچ کر مسجد کے شمال مغرب کی طرف

سب کو بلا لیں۔ آپ نے ہمیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس طرف

دار پر مغرب لگائی جائے۔ دوسری جانب واقع ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ

اس طرف منافقین پر

(سمیرت سید احمد شہید علیہ السلام ۲۲۳)

مع پھر جی میں سے یہ گھر ہے کہ فنا دار نہیں

سید صاحب بریلوی کا مذہبی مسلک ہمہ گیر تھا۔ ان کے کو تو آپ کے مخالف آپ کی امت  
رو دہانی کہتے تھے مگر واقعہ یہ ہے کہ وہ جماعت دو مختلف اور متضاد گروہوں کے  
مرکب تھی جنہیں متحد رکھنے میں وہ مدت اربعہ سال ہی رہے۔ ان میں سے ایک  
گروہ کے سردار مولوی عبدالحی اور مولیٰ کریم علی جوہری تھے جو اہلسنت کا طریقہ  
رکھتے تھے اور دوسرے گروہ کے سردار مولوی اسماعیل تھے جو اہل انصاف کی  
تعلیم سے آواز دے رہے تھے اور بلا واسطہ حدیث کو اپنا مانع قرار دیتے تھے خود سید  
صاحب مل کے اشیاء سے متفق تھے مگر اسی کیساتھ مولوی اسماعیل کی جماعت  
کی سرپرستی کرتے تھے جو اپنے آپ کو محمدی کہتے تھے  
(سید صاحب بریلوی کا روشن مستقبل ص ۱۲۸)

## دہلوی یا الہیہ

ایک ہی کتبہ کے لوگ

دہلوی کہیں، بالاصل حدیث یا پھر محمدی بات ایک  
حضرت میں فرنگی دور کی برکات سے جو فرنگی  
ہم بطور خاص انکی سیاسی خدمات کا تذکرہ کریں گے اور پھر تاریخ خودی فیصلہ کرینگے کہ  
یہیں صحیح یہ ہے کہ دیوبندی اور دہلوی ایک گروہ اور اعتقاد ایک ہی مذہبی فکر کے زائید  
دیوبندی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے قریب ہو چکے مدنی ہیں  
خالص اسماعیلی فرقہ ہو چکے مدنی ہیں دوسرے نقشبوتی میں "علانی، اغبانی، عباتی" میں  
تو کچھ غلط نہ ہوگا۔

اور نہ مائید کے اہل ظہور ان حضرت کے عقیدہ و ملاح میں ان دونوں کے  
ولی اللہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور میں مسلک کو یہ حضرات مسلک ولی اللہ کہتے ہیں وہ بھی عجیب چیز ہے  
جائزہ پھر کبھی انشاء اللہ دہلوی وہ ہے کہ لوگ سید احمد بریلوی صاحب  
میں پیش پیش ہیں۔ تو اہل حدیث حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب کی تعریف  
میں آنا آگے بڑھ جاتے ہیں کہ سید احمد صاحب بریلوی جو مولوی محمد اسماعیل صاحب  
میں انکی محبت ہے حقیقت ہو کر رہ جاتی ہے۔ مثلاً فراموشی جب واسطی  
ساتھ ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گو سید صاحب پر تہا فرمایا ہے ہیں۔

اور شاید ہی وجہ سے "جنگ آزادی" کے مصنف جناب ایوب صاحب  
دہلویوں کو تاریخی حیثیت سے انکی مسودوں میں دیکھیں دیاسے اور تقریباً وہ تمام ہائیں لکھیں  
جکو چھپانے کی کوشش کیا رہی تھی اور جب آں غزل کے طور پر جناب برق العت  
نے دہلوی اہل قلم خاصہ برق اندازی فرمائی ہے اور دیوبندی مذہب کو لکھا کچھ چھپا  
کہ چونکہ میں لکھ رہا ہوں۔

اس سلسلے میں کچھ روشنی جناب فتنی امد صاحب منگھوری سے بھی اپنی

یعنی سید احمد صاحب بریلوی یہ بھی تھے اور وہی تھے۔ بلکہ دیگر عملاتی تھے اور اعتقاد  
الی تھے اولیٰ کے اپنے مسلک کا نام محمدی تھا۔ اسے آپ اہل حق کہہ سکتے ہیں بوقت ضرورت  
تھے اور جب کوئی ضرورت نہ ہو تو محمدی تھے جناب شیخ محمد اکرام صاحب کتاب "میر کا کفر"  
خامسہ سے صدم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے مسلک کا نام طریق محمدیہ رکھا تھا ان کا دستور  
تھے طریقہ شیعہ تھوڑا اور تہذیبہ، نقشبندیہ، سہروردیہ میں باور پذیر نہ تھے بلکہ بطریقہ محمدیہ  
حیثیت لیتے تھے۔ اس باب جناب محمد علی قصوری بھی اپنی کتاب "مقالات کابل و افغانستان"  
میں لکھ فرماتے ہیں۔ (چنانچہ باوجودیکہ وہ مفتی تھے لیکن بہت سے مسائل حنفی مسلک کے اخلاف  
کے سنت کے مطابق یا کسی دوسرے مجتہد کے اجتہاد کے مطابق فتویٰ دیتے تھے اور اس  
کے کو انھوں نے مسلک احمدیت کے نام سے موسوم فرمایا شاید کابل و افغان مسئلہ)  
اب نہ جاے شاہ اسماعیل صاحب کس مسلک میں ہیوت تھے کیونکہ ان کے نزدیک ہر مسلک  
سے بدعت و ضلالت ہے۔

چنانچہ اپنی شہر کتاب تذکرہ الاخوان بقریہ تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں۔

"تم اپنے دین میں کئی طرح امد سے تھے عقیدے کے ادھر لیتے دیکھو اور پھر



مکملوں سے جنگ فخر و اہمیت کی بنا پر نہیں تھی بلکہ اس بنا پر تھی کہ وہ انگریزوں کے  
ملک اور مرد و کار تھے انگریزوں نے انکو ہندوستان میں اپنی حکومت کی حفاظت  
کئے افغانستان کے راستے میں مسدود کردی اور اپنی دیوار بنایا تھا اسی نے ان  
کا قلع قمع کرنا لازمی تھا

(نقش حیات ص ۲۳۷)

پہلے یہاں کیا بھیجئے تھے، انگریزوں نے اپنی دیواریں بترقہ ڈالنے کیئے اور اپنی مسدود کردی کو  
کے لئے جناب میراجہ بریلوی اور ان کے غازیوں کی مدد شروع کر دی اور ارضیں بند و قوت  
مکمل اور تیر و تنگ سے آراستہ کر کے کہا کہ جاؤ پہاڑوں میں جاؤ اور جہاد کے نام  
پر اپنی دیوار کو سنا کر کے ثواب دین حاصل کرو۔

کیا انگریز تھے ہی احمق اور بیوقوف تھے کہ اپنی ہی دیواریں توڑ دے کیئے میراجہ صاحب  
اور ان کے فرام کر دیتے۔ اور کیا انگریز ہندوستان میں اتنے ہی کمزور تھے کہ میراجہ صاحب اور  
ان کے سامنے مل صاحب سے خوفزدہ ہو کر انھیں سنا کرنے لگے تھے۔ اور غضب یہ کہ  
ان کے جہاد کیئے مفری ہو سہیں سپاہی کہے تھے کہ مزید طاقتور ہو جائیں۔ ان تو بیعت  
اللہ کی سادہ مریدوں کو مطمئن ہو سکتا ہے مگر ان وضاحت سے دوسرے لوگوں کو مطمئن نہیں  
سکتا۔ مولانا مدنی کی یہ بیحد عجیب و غریب صرف ان کے اداوت مند شاگردوں کے کام آ سکتی  
اور ان کی فراست اسل بند کی کو نہیں چھو سکتی۔

اس سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے کہ میراجہ صاحب اور ان کے شرک کارانہ دیوں  
انڈیا، راجپوت، افغانوں کے پاس کئے عام جایا کرتے تھے اور ان سے ہر قسم کا تعاون مان  
تھے کیا برٹش گورنمنٹ انہی سے یہ قسمی قسمی کر لے انکی سرگرمیوں کا علم نہیں ہوتا تھا؟  
گورنمنٹ کو رشتہ کبھی کسی دور میں بھی اتنی غافل اور بے خبر نہیں رہی۔ ہر کیا وجہ سے کہ  
ان کو سید صاحب سے باز پرس کی ادھر ہی اپنے دھار و افغانوں اور جاگیرداروں سے کچھ  
پوچھ کر کیا کر جائے۔ بات بدھو جائے گی یا ان چین جانے دو  
مولانا مدنی وضاحت | مولانا مدنی مقدمہ جہاد پر بھی بحث فرماتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں

جہاد کے لئے پوسے ملک کا درود کیا عزیمتوں، فقیروں، امیروں و ذہیروں سے جس  
راہوں، افغانوں اور برٹس سے جڑے جاگیرداروں کی حاضری دی اور تمام جہاد کاروں کا  
اکٹھے کئے گئے۔ جہاد و حرب کی تربیت دئی گئی۔ جنگ کی مقصد یہ بنی ہوئی۔  
کے غازی تیار کئے گئے اور نہ صرف یہ کہ انگریزوں نے انکی تیاریوں سے چشم پوشی کی  
تیاریوں میں ان سے تعاون کیئے واضح احمکات بھی جاری کئے گئے۔ اس سلسلے میں  
مہدوں کا اس طرح نہ بدست تھا کہ انگریز پوسے پوسے قائلے کا کھانا پکا کر انکی  
آخور کیوں؟

ان حضرات کی یہ ناز برداری کیوں کی جاتی تھی بلکہ متعلقہ حکام کو یہ تعبیر کی جاتی تھی  
خود راغبور کچھ لکھا جائے۔ یہ ہمارے دور میں کا باعث نہیں بیٹھے مسکار کو ان سے  
جناب حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں۔

سید صاحب کا مقصد ہندوستان کے ہندو اور مسلمان دونوں کو ایٹھ انڈیا کے لکھ  
و انڈیا سے نجات دہانا تھا۔ انگریزوں سے محسوس کرتے اور اس طرح سے  
خلافت تھی اس بنا پر جب میراجہ صاحب کا درود مسکھوں سے جنگ کر لیا ہوا تو  
انگریزوں نے انھیں ان کے مسائل یا اور جنگی ضرورتوں کے ہر بار کہنے میں  
کی مدد کی

(نقش حیات ص ۲۳۷)

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ یہاں فرماتے ہیں کہ ارادہ مکھوں سے جنگ کر  
آگے نہ لائینگے سکھ نہیں۔ مراد انگریز تھے۔

مولانا مدنی کی منطق | مولانا مدنی اور انکی کتاب نقش حیات؟ دونوں ہی  
ہیں۔ گاندھی جی فلسفہ کے ہر دور میں واضح ہیں۔  
یہی مقصد تھا اور وہ بھی، اگر جناب مدنی کی صحت اس کتاب کا ترجمہ کیا جا  
تو اس کے لئے یقیناً ایک الگ کتاب کی ضرورت ہوگی مثلاً اسی کتاب  
میں پر تحریر فرماتے ہیں۔

جسہا سے آپکا مقصد خود اپنی حکومت قائم کرنا ہرگز نہیں تھا بلکہ دین اسلام کی خدمت تھی

(نقش حیات ص ۳۳۱)

اور پھر اس خدمت دین رب العالین کی وضاحت فرماتے ہوئے کہتے ہیں  
 بیشک سید صاحب جگہ جگہ احاطے کے لئے اندر اور دین رب العالین کی خدمت  
 ذکر کرتے ہیں اور اسی کو اپنی سامی کا محرک بتاتے ہیں۔ لیکن آپ خوب سمجھتے  
 کہ احاطے کے لئے اندک اندک ذریعہ صورت ہی نہیں ہے کہ ایک فرقہ دار کو گرفتار  
 کیا جائے۔ اور خود حاکم بنکر دوسرے برادران وطن کو اپنا حاکم بنایا جائے  
 اس کا رستہ زیادہ موثر طریقہ یہ ہے کہ برادران وطن کو سیاسی اختیار میں  
 شریک کر کے اسلامی فتنائیں انہماک سے انکے دلوں کو فوج کیا جائے۔  
 و اکثریت کے مسئلہ کی کوئی پیچیدگی آپ کے ذہن میں نہیں تھی۔ کیونکہ آپ کے نزدیک  
 یہ دو قلوب بے حقیقت چیزیں تھیں۔ جو اپنے عمل میں زیادہ پرورش، خدا کا رستہ  
 اور شخص دینا متاثر ہو کر امامت اور لیدر شریک اسی کے ہاتھ میں ہوگی خواہ  
 اقلیت کے فرقہ سے یا اکثریت کے فرقہ سے

(نقش حیات ص ۳۳۲)

یہاں اسکی تشبیہ میں اسکے علاوہ کیا گیا جاسکتا ہے کہ

لیکن ظاہر میں ایسے اصحاب علم و فضل ایسے ارباب فہم و دانش ایسے صاحبان  
 زہد و تقویٰ ایسے حاملان کتاب و صفہ بھی پیدا ہوتے ہیں جن سے جگہ فرقوں  
 اور فرقوں کے زیر بار زندگی بسر کرنے کے ذوق و شوق میں اپنے ہم مذہبوں  
 اور ہم فرقوں سے جدا کر سکتے ہیں

ان کا غلام محمد علی جناح اور ان کا جہد ص ۳۹۵

مسلمانوں ہی کے ہونے سے یا فرقوں کو تفریق کر سکتے ہیں۔ انکے لئے انکے دل میں کوئی  
 گوشہ خیر نہ ہوگا برادران وطن کی محبت میں مذہب و ملت کے اصول کو برباد جاسکتا

## جناب بنگلوری فرماتے ہیں

مبارک سے مبارک نیت سنگھ کو مسلمانوں سے بظاہر کوئی تعصب نہیں تھا  
 ہر مسلمان کی دیگر اقوام کے مقابل میں مسلمان سکھ قوم سے قریب تھے۔ اگر  
 مسلمانوں کو اور نوجیت سنگھ کو مسلمانوں سے تعصب ہوتا تو ہیرا زور عزیز الدین  
 اور زیار و مستند خاص کیوں ہوتے اور انکے توپ خانہ کا اسرار علی المرتضیٰ کیوں  
 ہوتا اور وہ توپ خانہ الہی بخش کے نام سے کیوں موصوف ہوتا مگر انکی فوج اور انکے  
 سردار یعنی ملہا در پر بے قابو تھے۔

دلی کی سفید سلطنت جب کمزور ہوئی تو مرہٹوں نے شمالی ہند پر حملہ کر کے ملک کے  
 حصے پر قبضہ کیا۔ مرہٹوں اور اجمیر دلی کی ریاستیں عرصہ دراز سے قائم تھیں  
 اس لئے وہ ملک داری اور حکمرانی کے طریقوں سے بخوبی واقف تھے اور اپنی  
 سیاست کے مذہبی جذبات کا پلہ اور خاکہ کرتے تھے چنانچہ مرہٹوں نے مسلمانوں کی  
 عدالتوں کو جو تاحضیل کے تحت میں تھیں جسے قائم رکھا اسی وجہ سے مسلمانوں  
 نے انکی مملداری کو دلا اسلام قسرا دیا جہاں جہلا لازم نہیں آتا

مسلمانوں کا روشن مستقبل ص ۳۱۸

تو پھر سید صاحب نے باوجود جہاد کا گو کہ وہ دھندلا دیکھا یا تھا۔ وزیر بھی مسلمان تھا  
 حاکم کار کا بھی مسلمان تھا۔ اور مسلمانوں سے قریب تر بھی تھے۔ اب ہم کیا بتائیں کہ جہاد  
 کے خاکہ حسین بھی مسلمان تھے۔ کراچی کے صدر ابو الکلام بھی مسلمان تھے اور دوسری اقوام میں  
 رہنے کو تیار دھرم بھی مسلمان تھے۔ گواہ سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے بچہ چلا  
 تھے۔ جہاں خمیر کا سودا ہونے کے سکول سے جہاں سے وہاں مسلمان کا کہیں بچہ نہیں جاتا۔  
 مرہٹوں سے بھی جہاد کا رونا تھا۔ انگریزوں سے جہاد کا رستہ ہندو برادران وطن کا گھر غیر  
 صاحب اور قریب تر مرہٹے کی حکومت دلا اسلام۔ پھر عسکر اکی تھا۔ کیا پتہ انھوں میں صرف  
 مسلمانوں کا تھا یا تمام کرنے لگتے تھے

## سیاسی بلیک میننگ

انگریزوں سے جہاد کے سلسلے میں جو بات کہی  
وہ یہ ہے کہ ان حضرات کے دوسرے  
انگریزوں سے جہاں کہیں بھی جنگ و جدال کی نوبت آئی وہ صرف سیاسی مفاد کا  
دوسرے غفلت میں آکر اسے سیاسی بلیک میننگ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہو  
جب تک انگریزوں اور دیوبندوں کا مفاد مشترک رہا کسی ایک دن بھی ٹکرائو نہیں ہوا  
مگر کتنا رہا اور جاہل مسکوں کے کہ کہیں کہ وہ قریب تر تھے اور بقول ان کے مسلمان  
غنائی منافقوں جہان مشرکوں سے زیادہ جنگ کرتے تھے۔

اور اگر یہ صحیح ہے کہ ان فلاحی پائندہ توبہیں کہنے دیجئے کہ ہم جیلوں کو دیکھ  
انفارہ کر سکتے ہیں۔ یہاں سالہا سال پہلے جوئی تاریخ کا جب ہم مظاہرہ کرتے  
ہوئے بازی کا ایک نہ ٹوٹنے والا مسلسل نظر آتا ہے۔ مثلاً یہ کہ مولانا حسین  
علی نے قائد اعظم سے تیس ہزار روپے طلب کئے۔ مگر قائد اعظم نے انکار کر دیا  
میں سے ابوالکلام صاحب کی معرفت ساٹھ ہزار میں سودا ہو گیا اور بارہ دنوں میں  
غائب معنی محمود صاحب نے جناب شوش کے قول کے مطابق صدر جنرل محمد ایوب خان  
کے دو لاکھ روپے میں اپنے وقت کا سودا کیا تھا۔ اسی طرح جناب ذوالفقار علی بھٹو  
کے دسے بازی ہوئی اور جہد کے وزیر علی نے مال یک جہاں سے کچھ لے گیا وہ بارہ  
میں تو سیاسی بلیک میننگ جاری۔ اور یہ جرم جھوٹوں سے لیکر بڑوں تک میں یک  
دست موجود ہیں۔ یہاں بجائے روپے کو پناہ پڑتا ہے کہ

ایک ہم ہیں گویا اپنی ہی صوت کو بگڑا۔ ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بناتی ہے  
بہر صورت اس جہاد میں جھانڈتے تو اس کا جواب تلوار سے دیا۔ اور مسکوں نے انگریزوں  
کوئی اور بڑی اسماعیل دہلوی اور میر علی میری قلعے کے یقینی اہتمام حیرت قتل کر  
تو پہلا دفعہ ختم ہوا۔ اور ایک نئے دور کا آغاز ہوا

اس میں کوئی شک نہیں کہ انگریزوں کی چال بہت گہری تھی۔ وہ بلیک  
تین قتل کو کر رہے تھے "مسکوں" جہانوں اور دیوبندوں کے

جہاد کے لیے برصغیر پرپ کرنا چاہتے تھے بلکہ انکی جہادیں گاہیں کابل و ہرات  
میں تھیں اور جہاد کو لپکا کر دی تھیں چنانچہ جب تک دیوبند مسکوں اور چٹانوں  
انگریز نہایت خاموشی سے حالات کا جائزہ لیتا رہا اور دونوں فریقوں  
میں سے سرفراز کتنا رہا۔ اور جب اُسے یقین ہو گیا کہ جہانوں اور مسکوں دونوں ہی کمزور  
ہیں انہوں نے مسکوں سے صلح کر لی اور باہدین کو جنگ بندی کا حکم دیدیا۔  
(اگے آ رہی ہے)

۱۔ عامل یہ کہ ۱۸۳۱ء میں جنگ بالا کوٹ کے  
کابپہلا، دوسرا اور تیسرا دور۔ بعد تحریک مجاہدین کا دور قتل ختم ہو گیا اور  
مجاہدین کی انگریزوں سے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

۲۔ اس میں مولوی نصیر الدین کے انتقال کے بعد ان بقول مولانا مہر اور ایوب قادری  
مجاہدین کا دوسرا دور بھی ختم ہوا اور اس میں بھی انگریزوں سے جہاد کا کوئی آپا نہیں رہا  
۳۔ اگرچہ مولانا مہر اور ایوب قادری کے انتقال کے بعد تحریک مجاہدین کی قیادت سپرد ہوئی اور یہاں  
کا تیسرا دور شروع ہوتا ہے۔ حالات و واقعات جناب ایوب قادری سے سنئے۔

۱۔ ان حالات میں تحریک مجاہدین کی گمان اپنے ہاتھ میں لی صورت کھینچ کر  
ابولکاب مسکوں اور جاہلین کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی تھی بلکہ جو شکست ہوئی  
اور اس نے انگریزوں کے سایہ میں چکر نہا لی جو صورت تک پنجاب کے ایک  
بے پناہ قاضی اور ملکی معاملات میں ہونے پر غور خیز ہو چکے تھے۔ مارچ ۱۸۵۷ء  
میں تہا پنجاب پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا ۱۸۵۷ء سے تحریک جہاد کا ایک نیا موڑ  
شروع ہوتا ہے۔ چونکہ اب تک متبادل مسکوں سے تھا اس لئے سرکار ہندی خاموش تھی۔  
جب پنجاب پر اسے طوا انگریزوں کے قبضے میں آ گیا تو مجاہدین کی سرگرمیاں  
انگریزی حکومت کو ایک نظر نہ بھائی۔

حکومت کے بدکردہ حالات سے مجبور ہو کر مولانا ولایت علی اور ان کے بھائی مولانا  
غیاث علی اپنے وطن پٹنہ چلے آئے اور وہاں مجاہدین کے سامنے دھواں کیسے پھیلے  
(جنگ آزادی مسلمانوں)

تجارت آبادین اور روسیہ فوج لڑنے کی تیار تھی مگر مولوی ولایت علی صاحب نے  
 اقربین مصلحت سمجھ کر انگریزی سرکار کے افسروں کی اطاعت قبول کر لی  
 (حیات سید احمد شہید ص ۳۴)

علی کی لاہور میں آمد

حضرت زین العابدینؑ میرا ملا دلی اور مولوی ولایت علیؒ سے فوج و توپ خانہ وغیرہ  
ان جنگ کے لئے ہونے لگے۔ ان ایام میں عیال لڑنے صاحب بہادر پنجاب کے  
کے کشتہ تھے جیت کشتہ صاحب بہادر نے و منزل آگے بڑھ کر مولوی بھول  
و حسد کیل کیا اور نہایت گرم جوشی سے ان کو لاپرواہ لئے اور بہت تعزیت اور  
رج و خجائوت اور ہمدردی ان حضرات کی کر کے۔ خاصاً شاہ یس بالاکوٹ  
اسکی بیوی کو جو جسے بہت تفریق کی اور بہت سی گفتگو کے بعد جان لڑنے  
صاحب بہادر اور ان دونوں حضرات کے درمیان یہ بات قرار پائی کہ دونوں حضرات  
سے ان ہندوستان بجاویں کے اپنے وطن کو واپس جائیں اور تمام اہل مکہ مآب  
توپ خانہ اگر بڑی سلاک کے ہاتھ فروخت کر کے روپیوں کی بقایا اتنا واپس  
کر انکو خواست کر دیں۔

(حیات صید احمد شہید ص ۱۴۴)

اور یہی تصانیف سیری صاحب لکھتے ہیں۔ آخر کار علامہ یعنی مسٹر بلاکوٹ کے چند جہیز  
 عظمت پنجاب متعصب حکمران کے ہاتھ سے نکل کر ہمارے عادل مسرکار کے قبضہ میں  
 آتا ہے۔ مذکورہ ۲۹۱

ن کی دعوتیں اور بیٹنہ کو روانگی

۲۱۔ اسی کتاب ہفتی کے دانت میں لکھ چکے ہیں۔ اور وضاحت کی ہے کہ یہ مجاہدین کس طرح انگریزوں کی دھوٹیوں کو اڑایا کرتے تھے۔ اور انگریز کس طرح ان کے لئے کھانے کو پھینکا۔

کیا انصاف پسند حضرت خبابؓ ایوبؓ تھوڑی کی مندرجہ بالا اہلیت پر  
 کریں گے۔ اس عبادت سے صاف ہیں ہوتا ہے کہ ۱۹۲۱ تک انگریزوں  
 اور اس روایت کے بعد بات بھی ناقابل یقین ہے کہ انگریز مجاہدین  
 اسی خوفزدگی کی وجہ سے انگریز مجاہدین کے اس طرح کام کرتے تھے۔

اور یہ کہ حضرت امامانِ خالص و جبرہ اللہ مبارک فرماتے تشریف لے گئے  
 بھی محلِ نظر ہے۔ ورنہ بتائیے کہ وہ کیا مصالحت تھی کہ گویا تہ علم و مقامات علی  
 جہاد ترک کر کے فائدہ بلا پہنچوں۔ جسے آخر تاثرِ احیاء سید محمد شہید  
 صاحبِ فیضی اچھی کتاب ازاد کی کہ ان کی کمی ہی کہتے ہیں۔

جب کتاب منگھ اور سرکار انگریزی کا آپس میں معاملہ ہو گیا تو اس وقت سرکار  
انگریزی نے ایک خط بنا مولوی ولایت علی صاحب لکھا کہ اب کتاب  
سرکار انگریزی کی حمایت میں ہے اس وقت اس سے لڑنا میں کو فتنہ  
لڑنا ہے لہذا تم کو چاہئے کہ اسے ساتھ لڑائی بند کر دو۔  
لڑائی کی ان کو کمانی

۱۔ آزادی کی ان کچی کمپانی۔

اور پھر اسی حکم نامہ کے تحت جنگ بندی کی فیصلی صادر کی گئی ہے۔

ہی کے عہدِ مملکتی زندگوری، ہتھیار و سرکار کے پاس جمع کروائے اور قیمت وصول  
کر لی اور اس سیریل نے مجاہدین کا شاندار استقبال کیا اور انکی دعوتیں سہی سہی  
دے کر آزادی کی اینٹیں جمی کر کافی ملے۔

ان واقعات کی تفصیل، حیات سید احمد شہید سے بھی ملانظر فرامیں۔ برہنہ کی وجہ سے  
اسوقت، انگریزی سرکڑ نے ایک خط بنا، برہنہ کی ولایت علی صاحب اس مخبر کا کہ  
گلاب سنگھ نے سکور انگریزی سے معاہدہ کیا ہے۔ لو اس معاہدہ کے بموجب وہ  
انگریزی کی حمایت میں ہے اسوقت اس سے لڑنا نہیں لوگ وقت سے لڑنا ہے اس  
چاہئے کہ اب اسکے ساتھ لڑائی بند کر دو۔

(حیات سید احمد شہیدؒ ۳۲۱ جعفر نقاشی)

سرچرہ ہار کر گئے تھے وہ جہاد سے پہلے کی آزمائش تھی اور اب حصول مراد  
خوشی ملی دیکھئے۔

دولت حکومت سے بڑا زمانہ خلافت مملکت سمجھتے تھے۔

درہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ۱۵۵۵ء

اس روایت کے بعد اب کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے یہی بات جو سید صاحب کے بہت  
اے کہ یہی ہے اگر گزشتہ اور کربلا تو خوفناک و مہلکوں سے زین تھراؤ تھی مگر یہ بات  
مالم صاحب ندوی نے فرمائی ہے اس لئے اسٹیج خاموش ہے۔ ظاہر ہے کہ گلاب  
مہدیینؑ اور انگریزوں کے دباؤ کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لہذا وہ انگریزوں کے  
اور یہی انگریزوں کا مقصد تھا جو قیسر سے دریں پر راہ ہو گیا۔

یہ بات کہہ نہیں آتی کہ جب مہدیین کا اصل مقصد انگریزوں سے جہاد تھا، یعنی پہلے  
میں تم کے۔ بلکہ اس سے بھی پہلے چٹان مشرکوں کی صفائی تھی پھر حکموں کی، پھر انگریزوں  
کا۔ تا تو حکموں کے خاکہ کے بعد توپ خانہ انگریزوں کے حوالے کیوں کر دیا گیا اصل  
مشرع سہنا تھا مگر خلافت مملکت اور خود مختار کیوں ہوگی۔ مینو اور حوا  
کیسے لکائی یقین سے پھر ضرر دیا جلا۔ آریا کا کہا گیا تو ہمیشہ دھول بجا

یوں تو سید بادشاہ  
ابھالوں کے بادشاہ

حضرت کا الہام اور چھوٹے حضرت کی تاویل

ہماری تاریخ نئے نئے الہاموں سے لرز رہے اگر ان بڑے حضرت کے الہامات ہی جمع  
ہیں تو یقیناً ایک فیض کا یہ جمع ہو سکتا ہے۔ مگر ہم یہاں بطور تشریح مولوی محمد جعفر  
کی کتاب "حیات میرزا محمد شہید" صرف دو نقباس دینا کرتے ہیں اور قارئین  
مگر کی دعوت دیتے ہیں۔

۱۔ سید محمد نقیب کی روایت سید محمد نقیب آپ کے بیانیے سے روایت ہے کہ توپ  
دلی حصار میں آپ اپنی مشرہ یعنی والدہ سید محمد نقیب سے نصرت ہونے لگے  
تو آپ نے ان سے فرمایا کہ میری بہن میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا۔ اور یہ بات  
یاد رکھنا کہ جب تک سید شہرک اور ابراہان کھنڈ اور حسن کاکھر اور افتخار عثمان کا  
نصف میرے ہاتھ سے ہو گا ہر مردہ صحت زندہ نہ ہو گا۔ مگر اللہ رب العلیین نے یہ سب بھاری

سرمایہ لائیں صاحب بہادر نے ایک روز گرفت انگریزی کیطوف سے  
صاحب کی سبک دہائی کے وقت کی اور دوسرے روز خود صاحب بہادر  
اپنی طوف سے قافلہ کی دعوت کی تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے  
جیت کشتی پنجاب کے میسر نشی تھے دعوت کی اس کے بعد اپنے خرم  
انگریزی سرکار نے باہتمام واکرام مولوی صاحب کو مع تعمیر مجاہدین کے مشیر بہادر  
(حیات سید احمد شہید ص ۱۲۷)

یہ تمام باتیں ہمارے اس موقع اور نظریات کی تائید کرتی ہیں کہ ان مجاہدین سے  
کے کسی بھی کوئی باقاعدہ جنگ نہیں کی بلکہ انگریزوں کی سازش کا شکار ہوئے، یا پھر انگریز  
یہ سی سودے بازی کرتے تھے یعنی ادھر تم، ادھر ہم، مگر انگریز ان سے کہیں زیادہ  
نے ان کی ہر سیاست پٹ کر دی اور دہلی اسٹیٹ کے قیام کا خواب دہم پر ہم ہو گیا  
ان حضرات نے انگریزوں کے خلاف کدہ تصیاد کے بن بوتے پر حکموں سے جنگ  
منازل کو پامال کیا۔ اور انگریزوں کی گلاب سنگھ کی صلح کے بعد ہتھیار جمع توپ خانہ انگریز  
والیں کر گئے (اور انعام بنام فرنگی ہتھیار حاصل کئے)

۲۔ سید محمد نقیب کا تعلق بنام جہاد بطور منافع اسلام اب میں جناب مسعود صاحب بخاری فرماتے ہیں  
اس وقت کشتی کے ہر گلاب سنگھ اور مجاہدین کے درمیان جنگ ہو رہی تھی۔ اور ان کو  
شکست ہوئی اور ان کے انگریزوں کے حاشے میں جا کر پناہ لی جو اس وقت تک  
پنجاب پر قابض ہو چکے تھے حکومت نے مولانا ولایت علی کو اطلاع دی کہ اب  
گلاب سنگھ پر حملہ خود انگریزی حکومت نے لڑائی مول لینا ہو گا

حکومت کی پالیسی یہ تھی کہ مجاہدین کے ذریعہ حکموں کی طاقت توڑ دی جائے اس لئے شروع  
مشرع میں مجاہدین سے دھک ٹوک نہیں کی گئی لیکن پنجاب کا اکثر حصہ انگریزوں  
کے قبضے میں آ گیا تو مجاہدین حکومت کی نگاہ میں ٹھکنے لگے۔ مجاہدین بھی



یہ سرور صاحب افادات و ملفوظات مولانا عبید اللہ سندھی میں لکھتے ہیں۔

ایک مرتبہ میں سرحد یار پیز کے مقام پر گیا..... میں اس امید میں کہ شاید میرا دوست پیدا  
اور شاہ اسماعیل شہید کی جماعت مجاہدین میں زندگی کی کوئی کرن دکھائی دے اور  
چاندنی والی چٹنی کو کچھ پسند نہ رکھا وہ حد درجہ خوشگوار اور تیل پر دم تھا  
وہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ وہ جماعت جو مجاہدین کے نام پر نامی ہے یا دیکھائی ہے  
کس بڑی حالت میں ہے اور کس کی نگہ ران اور کس کی زندگی کس طرح مسابہ جہاد اور القیوم  
ضلال کی وساطت سے انگریزی حکومت کی دین منت ہے  
(ڈاکٹر اسماعیل علی صاحب رحمہ اللہ)

تقریباً بیسویس سال پہلے شیخ محمد کرام صاحب نے بھی یہی ہے سگوا انداز میں کہہ فرما ہے (دوبلی دلی سے ہے اور لمبہ مردم مدہ ہما) پھر یہی اگر غور کیا جائے تو بات گہر میں آجاتی ہے۔

بلکہ کسی کہیں تو یہ خیال آتا ہے کہ بعض عمر مراد وہ خاندین (مختلا مولانا محمد اشیر) ہیں جن کا مولانا نامہ پر بیورو ملتا ہے۔ اور جن میں امیر حبیب اللہ صاحب باہن خیر اور بی بی صفاتہ بنتی امیر خیرات کیلئے دیا کرتے تھے) دوسری قول کا آزاد کار تو نہیں بن سکتے تھے امیر نعمت اللہ کے زمانے میں اس سمت کے جو عظیم وید عیادت مولانا محمد علی قصوری نے کی تھیں ان کا پڑھ کر طبیعت کو دکھ ہوتا ہے۔  
(سورج کوثر مہ)

408

اگر قبل از ظهور ان واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر کو سنے اور تسلیم  
 حلف علی کرے کہ میرا محمدی سرے دہر و درگیا با ما را گیا تو ہم اس کے قول پر ہرگز اعتقاد  
 نہ کیا کرتے میرے دل پہ مجھے وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزوں کو میرا کھاتہ پر نہ لکھا  
 رحمت سید احمد شہید محمد حنفی نقاشی ۱۲۵۸

و با حفظ مکتوبات اعلیٰ میں میں میرا صاحب کاسل گمانی العنبر و فی مملکت کبرہ  
میں یوں مختلف واقعات بظاہر کے ایک ہی سے اور اکثر غلط فہمی کی ترقی سے واضح ہوتا ہے  
کہ وہ دفعہ پنجاب کے اہل کام کو کیا وہاں واقعہ تھا کہ اسکو سرسراوی اور ہوا  
بات کچھ بار بار فرمایا کرتے تھے اور اکثر مکتوبات میں لکھا کرتے تھے کہ اس اہل کام  
جو دوسرے شیطانی اور شامی نفسانی گورڈا میں دخل نہیں ہے۔ ملک پنجاب میں دوسرے  
بات نہ فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے حکومت نہ آئے گی لیکن واقعہ بالکل  
خواہ شہادت ہو تو وہ فیضیوت کے بظاہر اس یقینی اہل کام کے سر امر خلاف ہوا اب اس  
جواب میں ہے کہ انہوں نے اصولی شراعت محمدی کے اہل کام کو فنی چیز سے اور اس  
مادی و دنیوی اصولوں کے غلط فہمی کو گمان ہوتا ہے۔ یہ تو ضرور ہوا کہ وہ دفعہ کے  
پندرہ برس میں اسد سلفیت پنجاب متعصب اور ظالم مسکوں کے ہاتھ سے نکل کر  
ایک ایسے عادل اور آزاد اور اذہمیت قوم کے ہاتھ میں آگئی کہ جو کچھ مسلمان  
اپنے ہاتھ پر نہ فرما سکتے تھے وہی اور ان کا میرا صاحب کے اہل کام کی وجہ سے قابل  
ہی ہوگی تو ضرور اس آئی

حیات سید احمد شہید ۲۴

یہ کہنا کہ ہمیں اپنی انگریزوں کی فتح کو ہم مسلمان اپنی ہی فتح تصور کرنے ہیں، کیا اس سے  
 ہے۔ اور یہ کہوں کہ جو کہ یہ صاحب اور ان کے متقدمین انگریزوں کی حکومت اور عدلیہ کی  
 کی جیسے تھے۔ عہد میں تفاوت رہا ان کا است نام کو

مولانا محمد بشیر کی کہانی

یہ نوجواب شیخ کا کرام کا اعداد و شمار دہ دہ وڑا رہا تھا جو جواب محمد علی قصوری نے تحریر فرمایا تھا۔ قاری کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔ مولوی

سید احمد کا اصل نام مولوی عبدالایم تھا۔ قصوری صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بڑی قابلیت اور سیاسی جہر و جہر کے مالک تھے۔ یہ امیر صاحب (امیر حبیب اللہ) سے رقم کٹر چلے گئے اور ایک بار اپنے بھروسہ والے آئے تو یہ کہ کیا یہ شے گورنمنٹ کے امیر صاحب کا کرام کا ایک تھا اور افغانستان کے علاوہ سے امیر صاحب کے اطاعت کے خطوط حاصل کر رہے تھے۔ دوسرے لفظوں میں ان بھائی کو

بید اللہ سنی اور شیخ اکرام کی گواہی

ایہ دونوں حضرات عیدِ صاحب کے مذاہین میں  
انکی گواہی یقیناً مضبوط گواہی ہے جناب

جو امیر حبیب اللہ اور انگریزوں کے قبضے میں نہیں تھے انہوں نے امیر حبیب اللہ کا مسلح  
دوسرے نفعوں میں امیر حبیب اللہ کی اطاعت انگریزوں کی اطاعت تھی۔ امیر  
ان اطاعتی خطوط سے اتنے خوش ہوئے کہ انہیں ملائیشہ کا خطاب عطا فرمایا بلکہ  
کچھ اپنی طرف سے مختار نامزد کر دیا امیر حبیب اللہ کو انگریزوں نے سخت نشین کیا تھا  
سے اتحاد لاکھ روپے صرف اس لئے ادا کرتے رہے تھے کہ امیر صاحب اخلاقی  
پر غدار کرنے سے روکتے دیکھے اور امیر حبیب اللہ غالب کام کوئی بغیر سے لیتے  
انگریز کا حق و عطا کیا جائے تو یہ بات بالکل روشن ہو چکی کہ امیر  
دوسری پالیسی پر عمل کرتے تھے ایک طرف انگریزوں کو دفاع واری کی یقین دہانی کرو  
اور دوسری طرف حصول کرتے تھے دوسری طرف مجاہدین سے وعدہ وعید کرتے رہتے تھے  
ضرورت کام آئی۔

کیا شخص صاحب نہیں جانتے کہ کیا جب دکھ کی ہو تو دکھ ہی ہوتا ہے۔ مرنے  
پرست عین سے مجاہدین کی شان و عظمت کا ایک گھوندا جانتے ہیں اور بغیر لہجہ کی  
ایک جھوٹکاریت کے ان گھر وندوں کو ناپود کر دیتا ہے۔

نشاہدات کابل ویا غستان

انگریز قلعہ مہر کو چڑھ کر جیت حاصل کیا جسے جناب تصوری تحریر فرماتے ہیں  
ملاات و واقعات کے جال میں نہایت تلافی اور نابل و گ بن گئے جنوں  
نے عقیدت سے ناہنتر فائدہ اٹھایا اور وہی دوسرے کو چہاڑ کیلئے بھیجا جاتا تھا اپنی  
حیثیت پرستیوں کیلئے برباد کرنا شروع کیا۔ چونکہ ان جماعت کے سرحدی لیڈروں  
کی سرگرمیاں کیلئے پچاس سال میں نہایت شرمناک رہی اور وہ تمام شرمناک اور  
ہیرن کی طرح ہر قسم کے خرب اور جھوٹ سے اپنی دکان کی رونق دے جاتے  
ہے ہیں اور ہندوستان کے نہایت مخلص آدمیوں کو بھی اپنا اکر کرنا  
سے نہیں چکے (اور میں خود ہی ان کے قریب کا کھارہ چکا ہوں) اس لئے میں

میں ہوں کہ ان کے پورے کتبہ حالات بیان کروں اور مجھے ان کے درمیان وہ  
میں حالات کا علم ہوا انہیں جماعت اہل حدیث اور عام مسلم ملک کے فائدے  
کیلئے بے نقاب کر دوں تاکہ لوگ آئندہ اکی دھوکہ باز یوں سے بچیں۔

(مشاہدات کابل ویا غستان ص ۹۳)

## کابیت المال

بجائے فاکر تے غیرے مالک امیر المجاہدین جناب نعمت اللہ  
صاحب تھے اور اللہ کی یہ تمام نعمتیں انہیں کے لئے وقف  
ہو اسکے مالک و مختار تھے جبکہ چاہتے نعمتوں سے نوازتے اور جس کو چاہتے محروم  
جناب قصوری کہتے ہیں۔

ان شخص کو بیت المال کے متعلق امیر صاحب سے سوال کرنا حقا و نقضا میں نے  
سنا کہ بعض گستاخوں نے بیت المال کے متعلق سوال کر لیا جسارت کی مگر  
اسکا جواب یہ تھا کہ ذات کو چھپے سے امیر صاحب کے معتدا انہیں ختم دیتے  
تھے۔ اور میرا ذکر کر بھی کوئی نہ کرتا تھا۔

(مشاہدات کابل ویا غستان ص ۱۱۱)

## نعمت اللہ اور پیاروں کی بیٹیاں

اہل وقوع کے اعتبار سے وہ علامہ نہایت  
حسین پر فضا، اجنبت نظیر رضا۔ چھوٹوں  
دول کی بہنات تھیں جنہوں کی فراوانی نے ہر طرف میں دشادہ کی بکیر کی تھیں۔ مولانا  
صل نے ان علاقوں کے حسن کے دجال کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ کہتے ہیں جب میں  
اسی طرح اس جماعت کی غنائی آئندہ امیر نعمت اللہ کے ہاتھوں میں تھی۔

امیر نعمت اللہ مرحوم..... مسلمان افراد و مشائخ کی طرح عورتوں کے ہم  
شوہن تھے جن تو ان کی نکاح بیویاں تھیں اور وہ بارہ نہایت خرم و بہت  
روکیاں بطور خاوندانوں کے رہتے تھے امیر حبیب اللہ خال کی طرح  
امیر نعمت اللہ کا بھی زیادہ وقت انہیں نوجوان روکیاں سے گزرا وہیں میں لکھتا تھا

— مشاہدات کابل ویا غستان ص ۱۱۵

ایک خاص علاقہ ان لوگوں کا تھا جو امیر صاحب کے حوالی سواری تھے انھیں خدمات کے صلے میں امیر صاحب ہمیشہ داد و دہش سے نوازتے رہتے تھے بعض لوگ تو امیر صاحب کے جہاں نشاۃ ثانیہ میں سے تھے جو امیر صاحب کوئی اضافہ پر ہر قسم کے حیران کرنے پر آمادہ و تیار رہتے تھے شہ اگر امیر صاحب کی خدام و ماٹوں میں سے کوئی روٹی حاصل نہ ہوجائے تو اس کے کو پیٹا ہونے کے بعد لگا گھونٹ کے چپکے سے دیریا برد کر دیتا امیر صاحب عادت تھی۔ ان خدام و ماٹوں کو اکثر بدلتے رہتے تھے۔ جو خدام امیر صاحب اٹک کی کیا تھیں۔ ان کی شادیاں انھیں لوگوں میں سے کسی ایک سے کر دی تھی۔ اور اسے نہایت عمدہ اور اہم پوزیشن چلایا تھا اور یہ لڑکیاں دیرینہ عرصہ سے اس کے حوالے میں غیر معمولی طور پر خوبصورت ہوتی وہ شادی کے بعد امیر صاحب کی توجہات کا مرکز بنی رہتی۔

(مشاہدات کاظمیہ دیا غسان ص ۶)

## ایک اور لڑکھنشاہ

اگرچہ یہ لڑکھنشاہ لا حول ولاقوۃ الا باللہ پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اگر یہ لوگ واقعی جیسا کہ مولانا قصوری نے تحریر فرمایا۔ بلکہ یہ لوگ یقیناً اسی فطرت کے تھے تو انھیں بجا بیگانہ

کبھی کسی یہ خیال آتا ہے کہ ان کا سارا پروگرام ہی سوتا تھ کے بندوں کی طرح تھا۔ اور ان کی غیہ کاروائی تو بالکل ہی بندوں میں رہنے والے جہاں نشاۃ ثانیہ کی طرح میں جب سے ان معاملات و واقعات کی تحقیق کر رہا ہوں (جواب بھی میاری ہے) ایک بار میرے ذہن کو چھوڑتا رہا ہے۔ کہ یہ لوگ ہندوستان اگر اپنے بال بچوں میں وہ کیوں پہنچاؤں کی طرح نکل جاتے تھے۔ اس کی دھڑکن اور صوفت بیٹھی کہ ان کے چاروںوں میں ہی۔ بال بچے۔ بنائے ہوئے تھے اور بے شمار چندوں پر پیش کرتے

درواہ دادیوں کو چھوڑ کر اور ان کی جبین متعلیوں سے منور گردستان میں اہمیت تھی۔ اب سنے نعمت اللہ کے بعد امیر برکت اللہ کی داستان دل صوری لکھتے ہیں۔

نعمت اللہ کے بعد ان کے برادر امیر نعمت اللہ جماعت میں صاحب اثر و سرور تھے کہ ایک میت المال امیر نعمت اللہ کے قبضے میں تھا اس نے ہر شخص امیر صاحب کی نظر غایت کا محتاج تھا وہ نہ ذرا کٹھنی سے خائف تھا نہ امیر نعمت اللہ اس قدر ہوشیار سی سے اپنا حال بچھا رکھا تھا کہ کوئی شخص ایک سانے دم نہ لگا تھا

نعمت اللہ بھی اپنے بھائی کی طرح بہت بدعین اور آوارہ مزاج فوجواں تھے۔ امیر نعمت اللہ کو لڑکیوں کی رغبت نے مغل کر رکھا تھا تو انھیں فوجوں کا محبت نے دنیا و مافیہا سے بے خبر بنا رکھا تھا۔ ..... نعمت اللہ کی اولاد فریز میں سے سب سے بڑا لڑکا برکت اللہ تھا۔ جو بہت اہم وقت نواساں کا تھا لڑکا نہ سنا خوبصورت اور بڑا ہوا و ماہر لڑکھنشاہ تھا۔ اس وقت دو تین اوپاش فوجواں اس کی مصاحبت میں رہتے اس لئے اس کا دارہ ہونا ہادی تھا

(مشاہدات کاظمیہ دیا غسان ص ۱۱)

## ایک ہشتاد گیسے

ایک تھے مولوی دلی محمد صاحب جن کا نام مولوی محمد موسیٰ رکھا گیا تھا حال یہ تھا کہ غازی نادر کی کوئی اصلی نام سے دستا یہ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کا نام بھی محمد سلطان رکھا گیا تھا حال یہ کہ مولوی صاحب پنجاب کے نہایت مخلص کارکن تھے بے شمار چندہ بھیجا کرتے تھے یہ جب

میں سے تو قصوری صاحب سے

امیر نعمت علی نے مولوی محمد موسیٰ کو روٹی محمد کو اپنے اہل میں سے کیلئے پہلے ایک ٹکڑا ایک خوبصورت لڑکی سے کر دی اس کے چند ماہ بعد ایک دوسری خوبصورت لڑکی

... سے ان کی شادی کر دی اب ان کی دو بیویاں ہو گئیں۔ پھر  
یعنی محمد بن علی صاحب باکمل منلوچ ہو گئے جناب قصور صاحب اکی را  
پہلے انہوں نے امیر نعمت لاشی کے مدعوئیائیں ان کا حوتوں کیا تہ سہ  
جہاد سے غفلت و اعراض جماعتی فتنہ کو اپنے اغراض مشورہ کی تکمیل  
امتمل کرنا مناسب پیش کئے۔ اور کہا کہ مجھے تو خرم آتی ہے کہ میں جہا  
کے متعلق اس جہاد پر دلچسپی رکھتا رہا اور لوگوں کو جہاد کے متعلق کار  
کی داستانوں سے اپنی طرف مائل کرتا رہا پس اگر ایسا معلوم ہوتا ہے  
میں حالت خواب میں تھا اور اب انہیں مکمل ہیں تو ایک ہیسیانک منظر  
ہے۔

ر شاہدات کامل و یاغستان ۱۱۳۱ھ

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جمہور کی اکثر داستانیں خرمی اور جھوٹی ہیں  
مولانا قصور کی کا اظہار حقیقت ہے۔ بلا تبصرہ ملاحظہ فرمائیے

یہ شہد کہ انقلابی تحریکیں لیڈر پیدا کرتی ہیں یا لیڈر اپنی ہوشیاری، تدبیر اور قربانی  
انقلابی تحریکوں کو چلائے یا کامیاب بناتے ہیں مرضی اور فتنہ کے پیدائش کے مسئلے  
سے متعلق ہم نے تو آفا کر دیکھا کہ اکثر تحریکیں لیڈروں کی نافرمانی، اندیشی یا بیزاری سے  
ہندوستان میں تمام سلسلوں کی مندرجہ تنظیم کی تحریک انقلابی میاں میں بھی  
مولانا ابوالکلام کا نام اچھوتا کرنا تمام تحریک ان کے بل بوتے پر کھڑی کی ممکن مینا  
آزادی کی بزدلی نے تمام کھیل جگا دیا۔ اور سائے کا سلاسل جلی تیر پر لگوں رہ  
تھا اور سیکولر مسلمانوں نے اسے اپنے فتن سے سینچا مولانا کی گریز پائی کہ  
آن کی ان میں دھڑام سے نیچے آگرا۔

اس طرح سلطان ابن سود کی تحریک، الافواج کے متعلق اچھے اچھے  
خیال تھا کہ عرب کی کامیاب شدت سے وہاں لیڈروں کی نافرمانی اور کونہ اندیشی کا  
یہی حال ہماری تحریک کا ہوا۔ ہماری تحریک ایک بہت بڑا ہوش انقلابی تحریک تھی

اللہ کی ذات بھی اور اپنے حسن خلق یا نا تجربہ کاری کی بنا پر نہ سوچا کہ امیر حبیب اللہ  
یہ نکر نکر کر رکھا ہے۔

ر شاہدات کامل و یاغستان

دل کے دوست

جناب ایوب قادری صاحب اپنی کتابت جگہ آزادی  
۱۱۳۱ھ میں علامہ اہل سنت پر خاصہ برہم نظر آتے ہیں۔  
یہ خوب گرجے رہے ہیں۔ جناب قادری کی نظریں وہ بیوں کی پامالی اور شکست  
ر داری علامہ اہل سنت پر چھانڈ ہوتی ہے۔ جہاں پہلے انہوں نے کسی علماء پر خاصہ تنقید  
کی اس کے ساتھ ہی لگے ہاتھوں وہ بیوں کو بھی تباہ کیا کر ڈالا ہے۔ اور شاید چڑش جہیز  
سی دھکی چھپی باتوں کا انہماک بھی ہو گیا ہے۔ کہتے ہیں

سرو می محمد بن صاحب ثنائی نے سرکار رطانی کی وفاداری میں جہاد کی منسوختی  
ہر ایک مستقل اسلام الا قصدا فی مسائل الجہاد ۱۱۳۱ھ میں لکھا انگریزی  
اور عربی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے۔ یہ رسالہ مرزا یس و یکسین اور سر جیس  
لائق گورنران پنجاب کے نام منسوب کیا گیا۔

جنگ آزادی ۱۱۳۱ھ

یہ نہیں بولیں کہ اور کچھ ملے ملک کے دور دراز علاقوں کا سفر بھی کیا اور ملک بھر کے  
اہل حدیث سے توافقی و تباہی میں اہل ملی کی جناب سودا علم صاحب ندوی کہتے ہیں  
اس کتاب پر مولوی محمد بن ثنائی انعام سے بھی سرفراز ہوئے۔ جہاں علامہ اہل سنت  
کو فرقت کی شکل دیتے ہیں ان کا خاص حق ہے اور یہ بزرگ ہیں جنہوں نے  
اس سادہ لوح فرقت میں وفاداری کی توبہ پیدا کی۔ نہ صرف یہ جہا بلکہ ماسوا علماء  
سرکاری مخالفین کے کہنے بھی دئے۔

ر ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ۱۱۳۱ھ

مولانا ندوی بھی کتاب میں فرماتے ہیں۔

معتبر اور مدلل راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاہدہ میں سرکار انگریزی سے انہیں

جاگیر بھی ملی تھی اس سال کا پہلا حصہ پیش نظر ہے۔  
دہندہ دستن کی پہلی اسلامی تحریک ۱۲۹۰

مایا گورنٹ نے ظاہر میں کیا اور آئندہ کسی سے ظاہر ہوگی اس پر مکتبی ہے  
(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء)

صنعت کی تفصیلات اشاعت السنہ لاہور علیہ الشہادہ ۱۲۹۰ اور ۱۲۹۱ء  
ملکی سکتی ہیں اسی طرح ملک و گورنر کے مشن جو بی پر جوازیں مولوی محمد حسین ملکی  
مسلمان اہلحدیث کی طرف سے پیش کیا تھا اسے بھی ابوب تالوی کی نانی سی سے ملیں  
دوسری محمد حسین ثمالوی نے اشاعت السنہ کے ذریعہ اہل حدیث کی بہت سی  
کی لفظ دہائی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری خطا تراویح حفاظت سے  
اور محت کو اہل حدیث کیساتھ منسوب کیا گیا آپ نے حکومت بھی کی اور  
میں جاگیر بھی پائی  
جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

امید پرتی اپنے عروج پر  
کیا یہ تصویر اُنھیں لوگوں کی نہیں؟ جنکی بے پناہ انگریز  
قریب کا ڈھنڈو دیا چار بار بے جنگی شہادت بہادری  
سے بجائے جائے اور ان کی ذہنی فطرت کے ترلنے کاٹے جائے ہیں  
ہمارا خیال ہے کہ مگر جہاد کی منسوخی پر صرف دوسری گروہ نے قائد شائع کئے ہیں ایک  
ہائیل نے دوسرے کے ہم قافیہ دہائیوں نے

قادیانیوں نے بھی برٹش گورنٹ کو غیبت اور ذلیل بنات سمجھا اور دہائیوں نے بھی  
سری سرکار کو سنا یہ دہائیوں نے بھی انگریزی حکومت کو مسلمانوں کی حکومت پر ترجیح  
تھے اور دہائی بھی انگریزوں کی حکومت کو مسلمانوں کی حکومت پر ترجیح  
کی حقوق تھی اور دہائیوں کے سرپرست بھی ہوئے لوگ تھے  
قادیانیوں کو بھی دوسری اسلامی سلطنت میں جائے پناہ نہیں تھی اور دہائیوں کو  
کئی حکومت خوش آمدید کہنے کیلئے تیار نہیں تھی  
جناب ابوب تالوی کے دہائیوں کی بابت بہت کچھ لکھا ہے مگر اصل بات لکھنے

امی کی فخریہ پیشکش

اگر ان حضرات سے یہاں یہ کہہ دیا جائے کہ وہ تو  
امید پرتی سے ناامید کی۔ تو ناراض ہو جائیں گے اور  
مارا بہادری و جلال غریب علماء اہلحدیث کی طرف سے کٹ پڑے گا۔ حیرت ہے کہ یہ  
ساختہ تو حید میں ذرا بھی فرق واقع نہیں ہوتا۔  
اور یہاں یہ بھی یاد رہے کہ کلاسی سلطنت میں ثمالوی صاحب نے متعدد در خواستیں  
گورنر کی خوشامدیں اور چار چار سیال بھی کی تھیں اور کار کلاسی کی انتہا کردی  
ب ابوب تالوی کی دیکھی ہے یا

اس گروہ اہلحدیث کے خیر خواہ و دفا دار عیا برائش گورنٹ ہونے پر ایک  
پڑی اور دشمن اور قوی دلیل ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنٹ کے خیر خواہ  
رہے کہ کلاسی سلطنتوں کے ماتحت رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں  
اور اس امر کو اپنے قوی دلیل اشاعت السنہ کے ذریعہ سے جسکے نتائج میں  
اس امر کا بیان ہوا ہے اور نہ ہر ایک کو کل گورنٹ گورنٹ آت اندیشا  
میں پیچ چکے گئے گورنٹ پر ظاہر اور مدلل کر چکے ہیں جو آج تک کی اسلامی

شاید وہ بھی کترا گئے ہیں۔ اس وقت ہمارے پیش نظر کسی درالاقتصادی مسائل اور  
 ہے جو اسلامیوں میں لکھا گیا ہے تو اس کی ایک ایک سطح قابل دیدہ و نظر  
 ہم صرف غرض ایک درجہ اہل پر کاشفا کرتے ہیں۔ ثانی صاحب کہتے ہیں

مفسدہ مسند میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گنہگار اور بکراؤں  
 و حدیث وہ مفسدہ باقی بدرکدہ تھے۔ اگر ان کے عوام کا نفع امت بعض  
 جو خواص علماء کہلاتے تھے وہ اہل علم جن درجن سے بے بہرہ تھے یا ناچاہنے  
 باخبر اور مصلحت طلبوں میں ہرگز شریک نہیں ہوئے اور نہ اس فتویٰ پر جو اس  
 قدر کو چارہ دینے کیلئے مفسدہ پھرتے تھے انہوں نے خوشی سے دستخط  
 اس کی تفصیل ہم اشاعت السنۃ ۱۰۵۰ء میں کرچکے ہیں

یہی وجہ تھی کہ مولوی اسماعیل دہلوی جو حدیث و قرآن سے باخبر اور اس کے  
 پابند تھے اپنے ملک ہندوستان میں انگریزوں سے جتنے امن و مہربانی ہوتے  
 تھے نہیں لڑے اور نہ اس ملک کی ریاستوں سے لڑے

(الاقصادی مسائل المجلد اول صفحہ ۵۸)

اے درویش گوی کہ انتہا کیا ہے یا چاہو کی حد تک مجاہدین آزادی  
 حق آسمانی دل آزار باتیں شاید انگریزوں سے بھی نہ کہیں جتنی ان خوشامداری لوگوں کی ہیں  
 آزادی کے تھلے، وطن کے پاس مالوں کو مفسدہ گنہگار باقی، بدکردار کا بھوت، اس  
 کو تزیین دے سکے جسے دلوں سے ایمان و غیرت کی آخری کرن بھی خارج ہو چکی  
 اس علماء کو کام کو ملو! دین سے بے بہرہ اور ناچھو گناہ کی گناہ ہے۔ بہر صورت

مولوی اسماعیل نے یہ اعلان دیدہ و نظر کرنا گریزی پر نہ جہاد مذہبی طور پر  
 واجب ہے نہ ہی اس سے مخالفت ہے صرف ہم مسکوں سے اپنے جانوروں  
 کا انتقام لیتے ہیں یہی وجہ تھی کہ کام انگلیش شیر کو باکھل خبر نہ ہوئی اور نہ ان کی  
 تیماری پر مانع ہوئے

(حیات طیبہ صفحہ ۱۵۰)

احمد چند صفحات کے بعد کہتے ہیں

منہ غوب جاتی ہے کہ اس کی سلطنت کی برکتوں کو فرقہ واریت کیسی  
 تسلیم کیا ہے اور اس کے کیے نہیں بدو اور مدح اس گروہ کے لوگ ہیں  
 (حیات طیبہ صفحہ ۱۵۱)

نہیں احمد جعفری تحریر فرماتے ہیں

مولوی نذیر حسین جو باہیں کے شہید اور بیٹھو اتنے اعلیٰ گھریں تو ایک نیم  
 بھی بیٹھی تھی

(بہار شاہ ظفر اور انکا جہاد صفحہ ۱۵۲)

ایوب تادری کہتے ہیں۔

مولوی میاں نذیر حسین ابن جواد علی ... نے تو ایک طرف چلو کے  
 تو سے پر دستخط کئے اور دوسری طرف ایک انگریز مسٹر لین کو بھی پلاو دی  
 (جنگ آزادی صفحہ ۱۵۳)

کہتے ہیں مولوی نذیر حسین کو اس صلے میں ایک ہزار تین سو روپے نقد انعام ملا اس  
 میں ایک مرثیہ کیا گیا تھا جس کی سوانح عمری سے نقل کیا جاتا ہے

دہلی مورخ ۲۷ ستمبر ۱۸۵۷ء ڈیوبیو جی دائر فیلیو کا مقام کمشنر دہلی  
 مولوی نذیر حسین اور ان کے بیٹے شریف حسین اور ان کے دوسرے گھروالے  
 قدر کے زمانہ میں مسٹر لین کے جان بچانے میں ذریعہ ہوئے۔ حالت  
 محرومی میں انہوں نے ان کا علاج کیا مائے تین ہفتہ اپنے گھر میں لکھا اور  
 باقاعدہ دہلی کے برٹش کیمپ میں ان کو بھیجا دیا

جگہ ہزاری ۱۸۵۷ء بحوالہ اہمیات ہولمات

ایوب تادری اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۳ پر لکھتے ہیں

ان لوگوں کو اس خدمت کے صلے میں مبلغ دو سو اور چار سو روپے ملے تھے  
 مبلغ سات سو روپے بابت تاوان منہدم کے بجائے مکانات کے ان لوگوں

کو عطا کیے گئے تھے۔ مسٹر لسن کی جان بچانے میں شمس العلماء کو بھی مدد دی گئی  
 شامل تھے اور بقول انفراد عالم ہاروی اس انگریز خاتون کو وہی اٹھا کر  
 لائے تھے

(جنگ آزادی مشرق وسطیٰ)

تاج

ان احوال و واقعات کے پیش نظر کوئی بھی ذی فہم تاریک حسب دل  
 افتد کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

سید صاحب اور ان کے حامدین کے مذکورہ لکھنے والے حضرات نے حقائق سے  
 عقیدت و اداوت سے کام لیا ہے یہی وجہ ہے کہ واقعی خواہہ شکامت نہیں  
 سید صاحب اور مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی کے تذکرہ نگار کی بات پر مصر  
 ہیں کہ صورت حال کچھ بھی کیوں نہ ہو وہ ہر حال انکی عظمت و شان بلند کر سکیں  
 کرتے رہیں گے۔

سید صاحب کے موضوع اس باب میں خود مضطرب ہیں کہ واقعہً یہاں کن لوگوں  
 ہوا انگریزوں سے یا سکھوں سے۔ تاریخی حقائق انگریزوں سے جنگ کا نفی کرتے  
 اس باب میں کہ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ تاریخ میں انھیں کے مؤقفین نے غرور  
 کی ہے۔ یعنی انگریزوں کے بجائے سکھ مکھد یا گیا ہے مگر واقعات سکھوں  
 جنگ ثابت کرتے ہیں۔

مقصود یہاں یہ حکومت ابراہیم کا قیام ایک غلط پروکندہ ہے نہ کہ یہ جناب مولانا  
 اسے فرقہ وارانہ گرفت قرار دیتے ہوئے اس عظیم مصلحت کو تردید کرتے ہیں اور یہ  
 کہ خود مقصد یہاں اضطراب پایا جاتا ہے۔

گوشہ شہادتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس جہاد میں انگریزوں نے سید صاحب کی  
 بھرپور تعاون کیا تھا اور سید صاحب اور مولوی محمد اسماعیل صاحب اور ان کے حامدین  
 نہ ماننے والوں کو خاکہ دینے کا غرض لکھتے تھے۔ اور انھوں نے امامت و بیعت کی  
 تو نریزی کا جواز پیدا کیا تھا۔

سید صاحب کے موضوع بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ سید صاحب اور ان کے حامدین فرنگی چال  
 اور انکی سازش کا شکار ہو گئے تھے۔

اور یہ کہ وہابی (الطبیعیات) انگریزوں کے انتہائی ملین و فزاں بردار تھے اور سرکاری اہم  
 یافتہ لوگوں میں تھے۔

اور یہ کہ وہابی انگریزی حکومت کو مسلمانوں کی حکومت سے بہر صورت اچھا مانتے تھے  
 اور یہ کہ وہابیوں نے یہاں جیسے اہم فریضہ کو انگریزوں کیسے منسوخ قرار دیا تھا۔

## جنگ حریت ۱۸۵۷ء

تاج

جنگ آزادی کا دور انتہائی بے نیام اور خوفناک دور تھا۔ دیکھتے ہیں  
 دیکھتے ہیں یہاں چاروں پس منظر کیا تھا۔ ہر طرف آگ سیلگ تھی۔  
 ستان کی ہنگامی ہوئی شاداب سرزمین باد و دیوار کا بڑے سورج و گہمی گہم  
 ویز کرنا نہیں، ادگلاڑ اہل کیا تھی حریت پسندوں، آزادی کے متوالوں کے پریش  
 ان سے ارض و سما کی پنہاں شایں شرار ہی تھیں۔ مجاہدین کا فخر رنگ اور فرنگی توپوں کی گھن  
 ج سے دھرتی کا وسیع میدان کانپ رہا تھا۔ ہر گاہ، ہر کھو، ہر مصلحہ لاشوں سے مپاڑا تھا۔  
 سے بڑے کوئیں عصمت مآب لڑکیوں اور عورتوں کی لاشوں سے لبریز ہو گئے تھے۔ مردوں  
 خود بھی اپنی سہیلوں، بیویوں کی گردنیں کاٹ کر گولیاں سے چھلنی ہو گئے تھے۔  
 اپنی دردناک دور تھا۔ جب دہلی کی نہیں ہر قافلہ ذکر شہر کی ہر گلی میں چھانسیوں کے پھندے  
 اپنے تھے۔ ہر محلہ میں درختوں لاشیں اپنی بیکسی کا باغ کر رہی تھیں۔

اسی دور میں روحا ہوئے احوال و واقعات اور اسکے اسباب و باعث پر ضرورتاً تحقیق  
 کی ہیں۔ محققین اچھی ہوئی نگینیں تلخیاں تھے ہیں۔ اور بہت سی ایسی باتوں کا ذکر ہو رہا  
 ہے۔ جبکہ وہم و گمان میں نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے جیسے ماضی کے دبیز پردے ہٹتے جاتے  
 ہیں۔ بے شمار ان کہی کہانیاں جنم لیتی جا رہی ہیں۔

اور وہ مؤرخین حضرت (علی) اکثریت اب بھی اس مکتبہ فکریہ سے وابستہ رہے۔  
 رک کے تاریخ نگار تھے انصاف کی ہے (اس بات میں سخت مضطرب نظر آتے ہیں  
 اس مکتبہ فکریہ کے مؤرخین حضرت فرات نے جن کے مشہور علماء دیوبند اور اس سے متعلق  
 بنے انگریزوں سے سخت جنگ پیکار کی انہیں نے مسندوں سے (حدید مؤرخین کی  
 نگریزوں سے) نہایت خونخاک مقابلے کئے، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں  
 ظلم و ستم کے نشانے بنے (مگر حضرت انگریزوں کے باب میں دستاویزی شہ  
 دے سے قاصر ہیں) اس کے ساتھ ہی مولانا نگار حضرت نے جس حیرت انگیز خاکسار  
 ہیں اور ایسی عجیب و غریب حکایات و روایات پیش کی ہیں کہ پھر عقل و دماغ  
 متعلقہ جناب ایوب قادری صاحب اپنی کتاب جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مولانا احمد  
 ب نانوتوی کی کتاب "مولانا عمری مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی مطبوعہ دیوبند"  
 سے تحریر فرماتے ہیں۔

چند بار مسندوں سے نوبت مقالوں کی آئی اور اُسے مولوی صاحب احمد قاسم  
 نانوتوی ایسے ثابت قدم تلاوت فرماتے ہیں اور بندہ قبول کا ستارہ ایک بار گولی  
 چلی رہی تھی کہ یکایک سر ہو کر پھوٹ گئے۔ جس نے دیکھا جانگلی لگ گئی ایک  
 بھائی دوڑ پڑے پوچھا کیا ہوا۔ فرمایا سر میں گولی لگی۔ عامر امار کر دیکھا تو کہیں  
 گولی کا نشان تک نہیں ملا اور تعجب یہ ہے کہ خون سے کپڑے تر تھے انہیں  
 دولہ ایک نے ہندوق داری جسکے پیچھے سے ایک نوخیز اور کچھ داڑھی میں لگی  
 اور کچھ دھڑے آنکھ کو نقصان پہنچا تھا جا کے گولی کہاں گئی۔  
 جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص ۸۷ قادیان ایوب قادری

اب ان حضرت کو کون بتائے کہ شیخ کے کھل میں شیخ کو بخترا بازی کا شغل مناسب  
 رہا یہ روایت بدلتے روایت کے خلاف سے تلوار بمقابلہ ہندوق تو خیر شاندار بات  
 مگر تعجب یہ ہے کہ سر میں گھنے دلی گولی کہاں گئی۔ لاکھ عہدہ گزیر رہا ہے جس کے  
 میں گئی ہے۔ اور اہمائی حیرت ناک بات یہ ہے کہ سر میں گولی کا نشان تک نہیں ہے

ہے یہ زیادہ خوفناک بات یہ تھی کہ پڑے خون سے تر تھے۔

اب اس کو کرامت کہتے ہیں؟ یہاں اس موقع پر یہ کہا جائے کہ یہ ساری روایت ہی مولانا  
 صاحب کی کرامت ہے تو شاید کچھ نہ غلط نہ ہو۔

حسرت جب مؤرخین فرماتے ہیں کہ ان حضرت نے جہاد فرمایا تو کہیں کیا انکار ہو سکتا  
 رہا جہاد فرمایا ہو گا۔ مگر حضرت بہتوں نے آزادی کے متواہل سے اور بھی صحیح ہے۔  
 وہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں بہت سے ہندوؤں نے بھی  
 جہاد اور ثابت قدم رہے تھے۔

ان علماء کرام کے کس حیرت انگیز حضرت پرانے اور کہانیاں سناتے ہیں وہ یقیناً  
 اور اصل نظر ہیں۔ اس باب میں تقریباً تمام دستاویزوں کو حضرت نے "تذکرہ المرشد  
 قاسم الہی" کو ملاحظہ فرمایا ہے۔ اور یہ تذکرہ ایسے اصناف میں اور کہاں کہ جو وہ ہے جس میں  
 یہ کیا جاسکتا اور اس بے اعتدالی میں دو حیدر کے مؤرخین بھی ہمارے ساتھ ہیں۔  
 حیرت انگیز حضرت نے ان واقعات کو کس اور دوسرا نظر ڈال کر دیتے ہوئے ان کے متعلقہ کئی کئی  
 مولانا نے ایسا ہی ایک واقعہ کہ کبھی جتنی ہوئی تاویل فرمائی ہے۔ ممکن ہے  
 اس کی تاویل کو عقیدت مند لوگ ارادت کی بھونک میں قبول کر لیں مگر انسانی کہہ  
 س سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔

امام ماسق الہی کے بیان کے مطابق ایک مرتبہ حاجی امجد اللہ صاحب علیہ الرحمہ  
 صاحب امجد صاحب مولانا محمد قاسم صاحب امجد قاضی صاحب کا ستارہ بندہ قبول ہو گیا۔

سوا چھ گھنٹہ کے مختلف باغیوں کے سامنے سے جھانکے والی ایک جہانم لانا نہ عسا  
 اپنے دلی بہادر کھڑے پر لگا کر ڈٹ گیا اور کچھ جھگڑائی کی تھیں تیار ہو گئی۔ اللہ  
 نے شجاعت و جواہری کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پانی اور بیل سے بہاؤ کا  
 ہر وہ آب ہو جائے۔ وہاں چند فیر باغیوں میں تلواروں نے جنم غیر مذکورہ جہانم  
 کے سامنے ایسے جیسے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔ چند آب پر پھریں ہوئیں  
 مرت ملاحظہ من صاحب دتہ اللہ علیہ السلام گولی کہاں کھڑے ہو گئے  
 (۱۸۵۷ء کے جہاد ۱۸۵۷ء تذکرہ المرشد مولانا علی)



# مولانا مہر کی تائید

چونکہ مولانا عاشق الہی کی اس عبارت پر یہ اعتراض  
پوری جماعت پرنس گورنمنٹ کی بھی خواہی اور

بجائے سرکاری لوگ تھے۔ اور یہ کہ انگریزوں کی طوط سے حضرت پند  
تھے۔ لہذا ضروری تھا کہ مولانا مہر حسب توقع اسکا دفاع کرتے چنانچہ مولانا مہر  
مبادا سرکار کے باغیوں کے الفاظ سے قطعاً نہیں پیدا ہو یہاں سرکار سے  
خود حضرت حاجی صاحب ہیں اور عقائد ان لوگوں سے متجاوز اگرچہ ان کے  
ہو کر آئے تھے لیکن سرکار کا لحاظ اسی طریقے پر استعمال کیا گیا کہ بظاہر اس  
حکومت مراد لی جاسکتی ہے۔

تذکرہ الرشیدیہ ایسے زمانہ اور ایسے حالات میں مرتب ہوئی تھی جب انگریز  
اقتدار اور کمال پر پہنچا ہوا تھا۔ اور نازک واقعات کی ترتیب میں مروجہ  
اسلوب سے کام لے بغیر چارہ نہ تھا۔

یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ میری رائے اور میرا تاثر ہے اور میں اسے قطعی طور  
پر سمجھتا ہوں نہیں کہ سرکار کا معصن محرم کے پیش نظر کیا بات تھی۔

تعارفہ سوسائٹی کے مجاہد ۲۵۳ مولانا غلام حسین

اس مقام پر مولانا مہر نے دو کلمات کا حق ادا کر دیا ہے اور لفظ سرکار کی بہتر  
ہے اسکے علاوہ اس عبارت کی نظر اور کوئی تائید ممکن نہیں تھی۔ مگر اس تائید  
مولانا قطعی طور پر صحیح سمجھتے ہیں ان محسوس اعتراضات کی دیوالیہ نہیں گرائی جاسکیں  
میں سند سکنڈری بنا کر گھڑی ہیں مثلاً یہ کہ

• انگریزوں کے دور کو مولوی محمد اسماعیل صاحب اور ان کے ساتھیوں نے جہاں  
اور ان سے چھوڑ کر ناجائز قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ انگریزی حکومت کو اپنی حکومت  
کہ انگریزوں کی فتح کو اپنی فتح قرار دیا ہے۔

• اور یہ کہ ماضی میں سید احمد صاحب بریلوی اور ان کے ساتھی جہاد سے پہلے ان  
میکر کوئی قدم اٹھایا کرتے تھے۔

تائیدات میں مہر جو بیکے باوجود علمائے دیوبند نے اس عبارت کی تائید کر لی  
محسوس نہیں فرمائی۔

ی بات یہ ہے کہ مولانا مہر نے علماء تذکرہ الرشیدیہ کی ان عبارتوں کو نظر انداز کر  
کے مولانا کی تائید اور ان کے موقع کی نفی کرتی ہیں۔

اب تسلسل کیساتھ تذکرہ الرشیدیہ اور سوانح نامی کی ان عبارات کو دیکھتے ہیں  
مولانا مہر کی تائید سے مطابقت نہیں کریں۔ اور اس سے مولانا مہر اور ایوب علی مدنی  
کار کے سامنے آ جاتا ہے۔

کار کے معنی

دع ۱۲۶۲ھ ۱۸۴۵ء سال تھانی میں حضرت امام ربانی مولانا شہید  
مکملی قدس سرہا پرانی سرکار سے باغی ہو نیکا الزام لگایا گیا اور مسندوں میں شریک  
کی تہمت باندھی گئی۔  
تذکرہ الرشیدیہ ج ۱ ص ۴۲

معاویہ میں علمائے دین متین کو اس لفظ سرکار سے کون لوگ مراد دے جاسکتے  
دین متین سے ملنے کی تہمت باندھی گئی تھی۔ اور اس سرکار سے باغی ہو نیکا الزام

یہاں بھی سرکار سے مراد حاجی اولاد اللہ صاحب ہیں۔ اور کیا یہاں مسندوں سے مراد  
ان کے ساتھی بن سکے ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہاں سرکار سے مراد پرنس گورنمنٹ ہی ہے  
ان سے مراد لا تضرہ صریح پندہ ہیں۔ مولانا مہر کی تائید اور ان کی ذمہ داری طبعیت  
تو نہیں کے باوجود ذمہ و نظر کی کمی تو پر صریح ثابت نہیں ہوتی کیونکہ تذکرہ الرشیدیہ  
ذات اس تائید کا ساتھ نہیں دے رہی ہیں۔ مولوی عاشق الہی کہتے ہیں

ہم کے سرور پرست کہیں رہی تھی آج نہیں نے کہیں کے ابن دعاتیت  
کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی دم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت  
کا طعن نہ کیا۔ فوجیں باغی ہوئیں۔ حاکم کی نافرمانی میں قتل و قتال کا بند بٹا

آپ ہی فیصلہ کریں کہ جو بادشاہ بدعقبت تھا۔ حکومت ملکیت تھی۔ اسکی زیر  
میں نماز بھی درست تھی جس میں اورنگ زیب کے تمام اکابرین اس سے بھی تیس سال پہلے واس  
چکے تھے۔ جب اول خلافت بادشاہ کاغذ پر بھی قائم کیا تھا۔ اور سرکار انگریزوں اور مغلوں  
اس کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والے تھے۔ کس طرح سلطنت دہلی کے زیر انتظام رہا  
لہذا یہ کہنا کہ حریت پسندوں کے خلاف اور جو کہ انگریزوں سے جنگ کے سلسلہ غلط ہے  
اور غیر منطقی بات ہے۔ کیونکہ دہلی کی مرکزیت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اور بغیر مرکز  
جہاد درست نہیں۔ اور دہلی کے علاوہ کوئی مرکزیت بھی نہیں پھر جو پورچوہر کو کس طرح

اسی حال میں مولانا مفتوح احمد صاحب نعمانی کی زیر نگرانی جناب مولوی محمد عارف صاحب  
سناذندہ العلماء کھنڈنے سے ایک کتاب بنام "بریلوی فقہ کا کیا دوپ" رقم نمائی  
اس میں اقبال اقول کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ جناب منبغی اپنی اس کتاب "بریلوی فقہ کا  
کے ۱۵۰" پر رقمطراز ہیں۔

اس زمانہ دینی ایام تحریک آزادی میں مسلمانوں کے اندر کسی نیاز مند سرکار کا  
تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہاں مولانا ارشد اللہ قادری کے اوپر والوں میں ایسے ایک  
موقت بھی پائے گئے ہیں تو ان کا اسے بعد نہ سمجھنا مشکوک ہے۔ جناب  
ارشد اللہ قادری صاحب کچھ ہوش گوش ایسی باتیں دو گیا ہو تو ہم انہیں پرانا  
شیخ صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نصیحت یاد دلا دیں کہ ہر جگہ گھوڑا دوڑا کر چلنے کی  
سے نہ ہر جگہ سے مرکب توں نالافتن کہ باہر سپر باید ازا حقین  
وہ کہاں اس نامتج جہاد بیکار کی باتوں میں اپنی ہمتی اڑوانے داخل ہو گئے  
انکے لئے مذہبی فقہ انگریزی اور گنہگار نمائی اور جوشی کا میدان نہایت ہے  
(بریلوی فقہ کا کیا دوپ صفحہ ۱۵۰)

منبغی صاحب فرماتے ہیں کہ اس دور میں کسی نیاز مند سرکار کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ حالانکہ  
اس دور میں اتنے بڑے بڑے اپنے اپنے لوگ نیاز مند سرکار تھے کہ جن کا آج تصور بھی  
نہ کیا جاسکتا۔ مجھے منبغی صاحب کی تاریخ دینی برصغیر سے فرسیدہ زبان کون تھے  
اللہ اوستی فقیر احمد کون تھے شفیق العلماء میاں حسین عین کون تھے ذخیرہ وغیرہ بے شمار  
انکے بہادر اور شرف العلماء کچھ لوگ گزشتہ زمانہ کے نہیں تھے تو یہ خطابات کسی مسئلہ میں علامہ ہوتے  
اس منبغی علم پر سوانح قاسمی کے مندرجات کے مطابق اگر ان محرم کو مایوس کیا رہیں کہہ دیا  
تھے تو شاید کچھ غلط بات نہ ہوگی۔  
اب انہیں کون جانتا ہے کہ علامہ ارشد اللہ قادری کے اوپر تو یہ ہے جے جانباز لوگ تھے

## مایوس کیا کے مریض

اب سوانح قاسمی کا وہ حوالہ بھی ملاحظہ فرمایا  
کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی۔  
اسی بات بہر حال یقینی ہے اور ناقابل انکار فقرہ دیدہ گاہوں کا کھلا ہوا اقتضا  
ہے کہ مائی توفیق سے زیادہ اس قسم کی افواہوں کی کوئی قیمت نہیں ہے کہ خدا  
کے ہنگامہ کے برپا کرانے میں دوسروں کی ساتھ سیدنا اکبر علیہ السلام مولانا محمد قاسم  
نازوقی اور آپ کے علمی اور دینی وقت کے بھی بدعت تھے بلکہ واقعہ وہی ہے جو منبغی  
نے لکھا ہے کہ مولانا قاسم اہل سے کوسوں دور تھے۔

(سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۱۰۹ طبع دہلی)

اس عبارت کا واضح مفہوم یہ ہے کہ جو یہ کہ ان علامہ سے کرام نے انگریزوں  
اور تحریک آزادی کے اہل انہوں نے کوئی کردار ادا کیا تو وہ مایوس کیا کے مریض  
دانا اور ان کے مقابلہ تو اس جنگ سے کوسوں دور تھے۔

کچھ عرصہ پہلے ہم نے حضرت علامہ ارشد اللہ قادری صاحب کی کتاب زلزلہ طبعی میں  
آکے بعد واقعہ جو ہولناک دھماکہ کا تجزیہ بھی کیا تھا۔ کوئی بھی تھانہ "زلزلہ" ہمارے  
متاثر ہوئے نہیں رہ سکتا۔ اسکی شاعری اور جاذبیت سے اپنے تپانے دشمن بھی انکا  
برکے تھے۔ مگر "زلزلہ" کے آتے ہی ان حضرات پر کچھ اس طرح زلزلہ طاری ہوا کہ الامان  
فیض تھیں اس قبضہ کا ہر فرد دھماکہ کی نظر ہو کر رہ گیا ہے۔ اور پاک و ہند میں ایک

زلزلہ

وہ انکے اہل بانی کی طرح تیس دھکا دھکا کرتے ہیں کرتے تھے۔ وہ انگریزوں کو اگر  
مجاہد نہیں کہلاتے تھے۔ اور نہ ہی چلو کے بیٹے اور جہاد کے بعد انگریزوں کی دھ  
کرتے تھے۔ اور نہ ہی انگریزوں کی عسکری کو اپنی عسکری اور انگریزوں کی فوج  
مجھے تھے۔ رہی جناب شعلی اور انکے رفقاء کی تاریخ دہلی تو وہ بھی اس کتاب  
کے بعد ظاہر ہو جائے گی اور معلوم ہو جائیگا کہ انکی تاریخ دہلی کا حیدر کیا ہے۔

بہر صورت اس باب میں ہمارا مقصد ہے کہ ان حضرات علما نے (میں نے)  
ہوئی ہے) جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں کوئی مجاہد نہ کر دیا تھا جس کی بے - بانی  
جانتے ہیں کہ یہ پیر الہی پند مرادانی کی پرانند -

پر دیکھنے سے بل بوتے پر کوئی جملہ حکیم جیسے کیا چاہے اور سب کہہ سکیں  
چند اختلاف کے باوجود ہم یہاں اہل حدیث اہل علم بقیہ القویہ کی ایک تجزیہ و تفسیر  
جو ان کے حقیقی حدود و افعال نمایاں کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

**جماعت دیوبند ہر سہ ماہ اپنے سربراہ کی آرزو مند ہے۔ (امیر القیام)**

علماے دیوبند کی ہمیشہ پسندیدہ روشنی اور سناقت پائسی رہی ہے اور مستقبل کی  
تاریخ کے پیش نظر انہیں ہمیشہ منافقاؤں کو ڈرا دیا۔ آپ میراں ہوں گے  
کہ اگر ایک طرف تحریک یعنی دھماکا مہم مجاہدین چترنادر و جس سے چین کر  
موتہ ناسد جس لیے اشتراکیت کو ہم انہماک سے مٹا دینا چاہتا ہوں تو وہ دہلی  
طرف اسی خانہ دیوبند کے شرم و جلال اور ایک طاقت کے شیعہ ائمہ کے بھائی  
انگریزوں کو غریب کرتے ہیں اور محمود حسن کو گرفتار کر دیا جاتا ہے۔

تحریک پاکستان میں اگر ایک طرف شیر عثمانی کا نام لیا جائے کہ پاکستان کے تصور سے  
تعمیر و تکمیل تک کو علماے دیوبند کی کوشش کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے تو دوسری  
طرف مدنی جیسے مرد و افعال بھی تھے۔ کہ اگر پاکستان بنے تو یہاں تاریخ فیصلہ  
انکے خلاف رہی تو پھر بھی ملحد دیوبندی کی کلمات کا منہ پر ہوتا۔

پیشہ ۱۹۵۷ء کو ایک تاریخ نے اسے سنہری الفاظ میں لکھا ہے تو مصلحتاً  
وہ مذکورہ برکات کا نتیجہ ہے لیکن اگر تاریخ کا ادب دوسری کروت بیعت و تہذیب  
الہی، شیعہ، خلیفہ احمدی و عثمانی محمدین اور پھر محمد جان مری جیسے غم  
الہی علماے دیوبند کا فخر و انکسوسب سے زیادہ بلند نظر ہوگا۔

بہر صورت انکی تحریک غم خیز نہ تھی نہ صرف نظر دوائے اگر مستقبل نے اسے  
میں دوزخ و شہدائے تحریک قرار دیا تو کرڈٹ علماے دیوبند کا نصیب مفروض ہوگا  
مگر انہوں نے کی بڑی کا تیسرے تھا لیکن انہوں نے تحریک کوئی اور رخ اختیار کر لیا تھا  
مگر وہ تہذیب و حرمت کی فضیلت سے دیوبندی کو ملتا۔ کہ مولانا تھانوی اور پیر الہی

پسے لاکھ لاکھ سمیت بیٹوں کی پشت پر تھے بالخصوص انکے لہجہ پاکستان  
میں ان سیاست میں نہ تھے جسکی گہا گہی تقریباً اسی دور سے شروع ہوئی ہے  
یہ لوگ حالات کا تسلیم الوب کے مخالفین کے تھے ہیں ہوتا تو آپ کو یہی الہی دیوبند

سنت اولی کے مجاہدین محمودیت پسند نظر آئے۔ اور اگر حالات کا رخ دوسری  
طرف ہوتا تو اسی دیوبند کے خلاف رائے کے آخری دوزخ و شہدائے سہ ماہی

علماے دیوبند اشتقاقاً اہل حق آپ کو الوب کا مستقبل کرتے اور گے میں مل دلتے  
مگر انہیں اس باندھے نظر آئے کہ یہ ایوہ میں اہل دیوبند کی کا حشر ہوگا اور

اس لیے بھی کہ صلی خدا و کثرت تو مبنی محمودیت الوب کو اپنا دھڑ و فرخت  
دیا۔ لیکن جب تحریک علی جوہریت کے سر پر ہونے لگی اور تاج محمدیہ  
رک و بھائی کی معرفت و اس میں اہل ثروت صاحب معراج اور

ڈیرہ لاکھ بنا کر دوبار الوب میں محمودیت ہوئے ہیں۔

امرت دیوبند کی حکومت کا ذکر چلے تو آپ دیکھنے کے بعد کوئی گفت کو تاریخ سے ترقی  
میں انہیں دیوبند پر اہل دستہ ہوں گے لیکن اگر دوسرا معروض ہو تو ہم دیوبند ان  
مجاہد و ضیاء القامی تاج محمدیہ و القادر آزاد و عبدالحق کوثر، عبدالباقی، جلیل  
الک، مولوی حسن شاہ ولایت دیوبند کے بے تاج و بادشاہ ظلم و غارت پر انکی حکومت

بادشاہت خصل باطلات میں جو اہل و عیال چیلے چیلے نظر آئیں گے۔ اور اس کے  
 سرٹیکٹ انھیں دیکھ کر عصبوں کے غلاف اس میں کسی کاروائی کا کسی مورخ  
 تذکرہ کیا تو مخالفت میں یہی غلامان دیوبند کے بیت سے ایہام آپ کو  
 ۔ لیکن دور درخ قابل انعام و اکرام ہوا تو سچی پھر بھی عظیم دیوبندی ہوں  
 شرح الحیث اکوڑہ تنگ فرماتے ہیں کہ عزم اسپیکر صاحب پر اعلیٰ تعلیم  
 اسام سے ہے ہمارے بزرگوں نے انتخاب کے موقع پر وقتی تاہم عصبوں  
 اور پیلو پازنی سے کہ ہے اس سے اخبارات پر ہی قوی اسمبلی میں اس  
 محرکہ صفت

یعنی اس موقع پر بھی دیوبند بزرگان کی بزرگی کے مدد سے سچی انعام ہو گئے  
 مسلمان تعداد اور توجیر پرست ادیب جناب ماسر افتادری نے غلام میں  
 توجہ و صورت اور لطیف پیرایہ میں فرمایا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث اور اہل  
 بزرگوں کی اس شدید غلطی کو اللہ تعالیٰ انکی دوسری نیکیوں کے طفیل صاف کرے  
 اور اگر کسی مورخ کے نوک قلم پر مشد پانی پی سے اتحاد اور اختلاف کا یا آداب  
 اول ہی دیوبند کے شرم جوارح مفتی سمیٹے ہوئے نظر آئیں گے اور دوسرے  
 ثانی میں ضرب اختلاف کے پہلو ان میں ہی ہوں گے۔

اور اگر اس نام نہاد دعوای حکومت سے حصول مفاد کا سلسلہ پیش ہوا تو ایک  
 طرف ایک مفتی صاحب وزارت علیہ پر بھی کار سے مستفی ملینگے۔ لہذا سچی قرابت  
 علماء دیوبند کی یہی سادگی ہوگی۔ کہ یہ رقت ہے علمائے دیوبند کی دعاؤں کے  
 مدد سے۔ لیکن دوسری طرف کوئی قاضی آپ کو روٹ پرہٹ، پلاٹ لجنڈیاں  
 لیتے بھی ملینگے کہ یہ رقت ہے علمائے دیوبند دعاؤں کے مدد سے۔  
 اور اگر مستقبل میں ہونو کی رہائی موضوع بحث بنی اور فیصلہ جھوٹے خلاف گیا  
 تو بہت سے فضلاء دیوبند کو حاکم کی سزا کے قائل بھی نظر آئیں گے۔  
 لیکن اگر فیصلہ موافق ہوا اور اگر وہ رہا ہو گئے تو یہی علماء دیوبند کی کرامات کا

مردم ہوگا۔ کیونکہ انھیں کئی حقوق حاصل ہیں جو جمہور کی رہائی کا تقاضا رکھتے ہیں  
 راگرنہ فیصلہ الحیث کی نازل لاکو تاہم نے نظر میں ضرورت کے تحت صحیح قرار دیا تو  
 میں مستند دلائل دیوبند آپ کو خیر و حکومت سے تعاون کرنے ملینگے۔  
 لیکن اگر مائش لا دست نہ ہوا۔ اور اس کے خلاف جہاں ضروری ہوا تو یہی صاب سے  
 مرثے اور پہلے بھائی جہویت علمائے دیوبندی ہو گئے کہ اکثر ام اور ادا و انھیں  
 تھانوی نے مائش لاکو تاہم۔ اور گناہاں پیش کیں۔

بہر حال اس مختصری داستان و فرائض کے پیش نظر آپ جب بھی دیکھیں اور جس  
 طرف بھی دیکھیں تو آپ کو اس متضاد پاسی کی کرشمہ سازیاں نظر آئیں گی۔ کہ یہ بھی علمائے  
 دیوبند کی برکات ہے۔ وہ بھی اولیاء دیوبند کی کرامت۔ یہ بھی علماء دیوبند دعاؤں  
 کا نتیجہ ہے۔ اور وہ بھی فضلاء دیوبند کی کوشش کا ثمرہ۔ یہ بھی علماء دیوبند کے  
 علم و فضل کا کرشمہ اور وہ بھی غلام دیوبند کے ہندو فن کا منظر غرض کہ بدھ سے  
 تھہر کر عید اور ایوارڈ آئے تو غلامان دیوبند کا نام ہوگا۔ خواہ وہ دلت و  
 دلوئی کا جو بدعت و شرف کا گویا کہ بدھ دیکھتا ہوں اور تو ہی تو ہے

میں۔ شاید آپ سمجھیں کہ یہ تمام امور و واقعات حادثاتی یا اتفاقی ہیں۔ ہرگز ایسا نہیں  
 بلکہ یہی نتیجہ ہے ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ انہیں  
 دیوبند نے۔ ہر سازش کو طرح پر عازر آرائی شرح کر دی۔ شلا حیات باری جیتے  
 کیلئے جمیت علمائے اسلام، مزاحمت پر توجہ دیا ہے کہ کیلئے تحفظ ختم نبوت  
 حالانکہ کوئی وقت تھا کہ یہ تنظیم تمام سکاتیب تک کا ایک متفقہ مسئلہ کا نشان  
 امتیاز و اتحاد تھا۔ لیکن اب دیوبندی نہیں بلکہ صرف تاج محمد لیسٹہ کا درویش  
 ہے۔ لیکن اس سے حصول تاج محمدی علمائے دیوبند کی کرامات ہی ہو گئے ہیں  
 کے مقابلہ میں تحفظ ناموس صحابہ کی تنظیم میں جو دوسری آگ لگ کر کسی وقت اس  
 مسئلے میں انعام وصول کر سکا ہو تو یہاں سے نہ کاپانی خشک نہ ہوگا۔ شکر  
 رب و رحمت کے خلاف الزامی کوئی جہالت یا غلط فہمی جو جہولانہ ہے۔



پامالی کر دیا نقاب بہر صورت گورے حکمرانوں اور ان کے کائے غلاموں کے لئے  
بچد کاری تھے۔ مسکینوں اور بیکپوں کے ختم ہونے میں ایک مدت گذر گئی  
کچھ انجمنیں کچھ کمیٹیاں  
(۱۲) برصغیر سماج بنگال میں (۱۲) پراختیاء سامان  
(۱۳) آریہ سماج پنجاب میں (۱۴) تحفہ صوفیکل سوسائٹی مدراس میں۔  
اسی طرح (۱۵) اے۔ اے۔ اے۔ میں اور کے قریب میں۔ مہاجن سہما مدراس میں  
سجوان پور میں۔ انڈین ایسوسی ایشن بنگال میں، بمبئی ایسوسی ایشن بمبئی میں  
اور پھر ۱۸۸۵ء میں آل انڈیا یونین بنی۔ اور اس کے سال بعد ہی مشنریوں میں  
کا گروس بن گئی۔ جسے ایک انگریز مسٹر ہوم نے قائم کیا۔ اسی طرح ۱۸۹۳ء میں  
ٹنگ نے ایک انجمن مخالفت ذہم کاڈ آرمینس ایسوسی ایشن بنایا۔ اور اس  
۱۸۹۴ء میں جنس محمود نے ڈیفنس ایسوسی ایشن قائم کیا۔ اور پھر اسی سال  
نے ۱۸۹۵ء میں سیوا سہی فیشیون قائم کیا۔ مگر ان میں ایک آدھ کے علاوہ تمام انجمنوں  
اور ایسوسی ایشنوں کے قائم کرنے والے کٹر ہندو تھے۔ اور ان میں سے اکثر فرسٹ کلاس  
کے خلاف صحت آرا تھے۔ ان ہندوؤں نے تحریکوں کے مسلمانوں کو تکلیف دینا تھا۔ عا  
ناموافقت نے انھیں پامالی کر دیا۔ انھیں اتنے نرم آئے تھے کہ انکا شمار میں نہیں  
سے تنہا ہر داغ داغ شدہ پٹنہ کجا کجا پنہم  
آدھ پھر انھیں دشمنوں کے دیکھتے گشتے ہوئی انیسویں صدی ختم ہو گئی۔ بالآخر ہندو  
انقلاب آخری دور شروع ہو گیا۔

## طریقہ ایک کا قیام

اگر اہل ہندو جو تہذیبوں کو چھوڑنا چاہتے تھے عادیہ پیرا میں کاروں  
۱۸۹۶ء میں بمقام ڈھاکہ کو ناب سلیم اختر خان۔ کو ب وقار  
اور مولانا محمد علی کو شمشوں سے مسلم لیگ قائم ہوئی جو اسے جی ملک گرجنیت  
کر کے جسے سہا سال تک گئے۔ اور پھر انھیں ایم میں ایک ایسا وقت بنایا کہ پور  
فرسین نہایت کامیک سلیم طوفان برپا ہو گیا۔ جمادی الثانی ۱۲۱۶ء کی شریعت  
۱۲۱۶ء میں ہندوؤں نے ایک نئی تحریک کی جو کہ

میں حاضر ہوئے۔ وہی ہوئی چنگاریا ہندوؤں کے گھس اور ہندو جنیل آگے بڑھنے کو

## خلافت اور چند دوسری تحریکیں

ان میں، تحریک خلافت، تحریک ترک  
حوالات، تحریک ہجرت اور تحریک ترک  
ہندو مسلم اتحاد، یعنی متحدہ قومیت کا نعرہ مستعار۔ اور بہت سی چھوٹی بڑی تحریکیں نے جنم  
برصغیر کے وسیع و عریض سینے پر لافٹ نقوش چھوڑ دیں۔

مکرم کتاب کے موضوع کے اعتبار سے صرف انھیں تحریکات کا جائزہ لے سکتے ہیں  
اس کا کہانی بھلی اور جن میں ملحقین اور ملٹھے اہلسنت پر اکثر اعانتا وار دئے گئے  
لہذا اپنے تحریک خلافت!

تحریک خلافت کے بارے میں ابتدا میں سے ہذا نقطہ نظر بالکل واضح اور فرہم ہو رہا ہے  
باب میں حجابات بے شمار شاہد کو سامنے رکھ کر قطعیت کیا تاکہ یہ جاسکتی ہے وہ یہ  
س تحریک خلافت سے امام احمد رضا اور ان کے ذقلا کو قطعاً کوئی اختلاف نہیں تھا۔  
تحریک خلافت کے طریقہ کار اور اس مذہبی، ملی، دینی اور اصلاحی مسئلہ میں ہندوؤں  
است و استعانت اور گاندھی جیسے اسلام دشمن کی قیادت و سیادت سے سخت اختلاف  
تھا، یہی وجہ ہے کہ اس دور میں امام احمد رضا کی مخالفت کی گئی اور انھیں دھرم پر کہ  
خلافت کا دشمن قرار دیا گیا بلکہ انگریز دوستی کا الزام بھی چسپاں کیا گیا۔ (جسے کبھی ثابت  
کی کوشش نہیں کی گئی)۔

مگر ابھی بہت دن نہیں گزرتے تھے کہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حق وہی تھا  
احمد رضا اور ان کے دلقام نے فرمایا تھا۔ جوش و جذبات کے دھامے جیسے ہی تھے  
انھیں صدفقت کا پرچم لہرا تھا۔ اور ہندوؤں سے مودت و رفاقت اور ہندوؤں سے موافقت اور  
ہانت کی کئی کئی گلیں اور چھوٹی انوت کی میاہ نقاب تازہ کر چکی۔ طمع اترتے ہی اندک کامیاب  
ظاہر ہو گیا۔

اور یہ ہے کہ تحریک خلافت جس نے جلائی گئی تھی اور جس کے لئے بے پناہ قربانیاں

